اکرم الہ آبادی

خطرناک دماغ

جاسوسی دائرہ سیریز

خطرناک دماغ

اکرم الہ آبادی

Akram Allahabadi

فرحت پبلیکیشنز۔ممبئی۔انڈیا

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

اس ناول میں شائع ہونے والے تمام واقعات،
مقامات و کردار فرضی ہیں۔اس سے کسی طرح
کی مطابقت محض اتفاقیہ ہے۔جس کی مصنف،
پبلشر و پرنٹر پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

اس ناول کی دوبارہ اشاعت، ترجمے یا کسی اور مقصد سے استعمال کے
لئے پبلشر کی تحریری اجازت ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

پرنٹر:۔۔۔۔ممبئی۔انڈیا

Akram Allahabadi

حادثہ

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔

بالے بوکھلا کر اس طرح اٹھا جیسے اس پر کسی نے پانی کا گھڑا انڈیل دیا ہو۔لپک کر اس نے رسیور اپنے کان سے لگایا۔تین گھنٹے سے خالی بیٹھے بیٹھے وہ بری طرح بور ہو گیا تھا اور اگر یہ ٹیلی فون نہ آتا تو وہ خود ہی کوئی ہنگامہ کھڑا کر دیتا۔خان کے سامنے اس نے ہنگاموں کی کئی تجویزیں بھی رکھیں، لیکن خان نے سوائے جھڑک دینے اور فائلوں پر اپنی نظریں جمائے رکھنے کے اور کوئی دلچسپی نہیں لی تھی۔

"اگر اس وقت میں یہ دعا کرتا کہ دنیا کی ساری لڑکیاں خان صاحب پر عاشق ہو جائیں تو شاید وہ بھی قبول ہو جاتی۔" وہ ٹیلی فون کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"فرمایے مس نزہت، کیسے یاد فرمایا آپ نے؟"

"میں خان صاحب سے بات کرنا چاہتی ہوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"خان صاحب؟ وہ تو اس وقت یہاں نہیں ہیں۔فرمایے، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" بالے نے خان کے ضد پر سفید جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یہ تو بہت برا ہوا، بڑی مصیبت ہو گئی۔" نزہت گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"آپ فرمایے تو قصہ کیا ہے؟"

"میرا خان صاحب سے بات کرنا بہت ضروری ہے۔"

"کیا کوئی بے حد اہم معاملہ ہے؟"

"جی ہاں، بے حد اہم۔"

"کیا کوئی چوری کی واردات ہو گئی ہے؟ ہو سکتا ہے، یوں تو آپ کے پاس ایک ہی

Akram Allahabadi

چیز ہے جسے چرایا جاسکتا ہے۔"

"کیا؟" نزہت نے تیز آواز سے پوچھا۔

"آپ کی ڈیڑھ ہزار روپے والی انگوٹھی، جسے پہن کر آپ چوروں کو دعوتِ فکر و عمل دیتی رہتی ہیں۔"

"مسٹر بالے، خدا کیلیے وقت ضائع نہ کیجیے۔ خان صاحب جہاں بھی ہوں ان کا پتا لگایے اور مجھے فوراً اطلاع دید یجیے۔ ان سے میرا بات کرنا بے حد ضروری ہے۔ یہ زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔"

"زندگی اور موت کا معاملہ؟" بالے نے ذرا گھبرا کر دوہرایا۔ خان سے اب ضبط نہ ہوسکا اور وہ اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف آنے لگا۔

"بڑی خوش قسمت ہیں آپ، یہ لیجیے خان صاحب تشریف لے آئے۔"

بالے نے رسیور خان کو دے دیا۔

"ہیلو، میں خان بات کر رہا ہوں۔"

"آداب عرض ہے، خان صاحب، میں نزہت ہوں۔"

"فرمایے۔"

"آپ براہِ کرم فوراً میرے مکان پر آجایے، میں آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔"

"آخر بات کیا ہے؟" خان نے تیز ہو کر پوچھا۔

"میں ٹیلی فون پر یہ نہیں بتا سکتی، خان صاحب، خدا کا واسطہ ہے آپ یہیں چلے آیے اور فوراً آیے۔ ایک ایک منٹ قیمتی ہے۔"

"آپ خود یہاں کیوں نہیں چلی آئیں؟"

"میں نہیں آسکتی، میری جان کو خطرہ ہے۔ آپ کو تکلیف دینے کی معافی چاہتی

Akram Allahabadi

ہوں، لیکن اس وقت بالکل بے بس ہوں اور مجبور بھی۔ اگر آپ نے اس موقع پر میری مدد نہ کی تو میں تباہ ہو جاؤں گی، خان صاحب، پلیز خدا کیلئے آپ...'' نزہت کی آواز بھرا گئی۔ وہ آگے کچھ نہ کہہ سکی۔

''میں ایک شرط پر آ سکتا ہوں۔'' خان نے چند سیکنڈ سوچ کر کہا۔

''مجھے منظور ہے، مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔'' نزہت نے مضطربانہ لہجے میں بولی۔

''آپ مجھے سب کچھ بتا دیں گی؟'' خان نے سادگی سے کہا۔

چار پانچ منٹ تک نزہت نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس آخری بات پر بالے کے کان کھڑے ہو گئے تھے اور وہ ریسور کے پاس پہنچ کر نزہت کی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔

''مجھے منظور ہے۔'' نزہت نے جواب دیا۔ ''میں خود بھی یہی فیصلہ کر چکی ہوں اور اگر آپ یہ شرط نہ پیش کرتے تب بھی میں آپ کو سب کچھ بتا دیتی۔''

''یعنی اب آپ اس منزل پر پہنچ گئی تھیں کہ راز کا افشا کرنا آپ کیلئے ضروری تھا؟''

''جی ہاں، لیکن آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟'' نزہت نے حیرت کے لہجے میں پوچھا۔

''مجھے کچھ بھی معلوم نہیں، میں تو تمام حالات اب آپ کی زبانی سنوں گا۔'' خان نے جواب دیا۔

''بہتر ہے تشریف لایئے میں آپ کی منتظر ہوں۔''

''آ رہا ہوں۔ کاش، آپ پانی سر سے اونچا ہونے سے پہلے ہی سب کچھ بتا دینے کا فیصلہ کر لیتیں۔'' خان نے جواب کا انتظار کیے بغیر کنکشن کاٹ دیا۔

''چلو، بالے۔''

''چلتا ہوں، لیکن یہ قصہ کیا ہے؟''

Akram Allahabadi

"نزہت بیگم کسی چکر میں پھنس گئی ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بہت دن سے پھنسی ہوئی تھیں اب گلے تک آ گئی ہے۔"

"لیکن آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا؟"

"معلوم تو تمہیں بھی ہو سکتا تھا، بشرطیکہ تمہارے دماغ میں دو اور دو چار سمجھ لینے کی صلاحیت ہوتی۔ نزہت کی باتوں کا انداز، چار آدمیوں کی سوسائٹی میں بیٹھ کر اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ، اس کی آنکھوں کی وحشت۔ یہ تمام چیزیں تمہیں اس نتیجے پر بہ آسانی پہنچا سکتی تھیں، جس پر میں پہنچا ہوں۔"

"میں نے تو صرف ایک بات نوٹ کی تھی۔" بالے بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"وہ کیا؟"

"اس کی آنکھوں کی وحشت ان ہرنی کی سیاہ اور بڑی گول گول آنکھوں کی وحشت کا اندازہ کوئی میرے دل سے پوچھے۔ اس کے تیر نیم کش کو آ ہوئے زخم خوردہ کا مطلب، آپ سمجھتے ہیں، خان صاحب؟"

"میں کبھی کبھی مار دیا کرتا ہوں۔" خان نے بگڑ کر کہا۔

"جلدی چلیے، خان صاحب، ایک ایک منٹ قیمتی ہے، زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔" بالے نے فوراً بات پلٹ دی۔

☆☆☆☆☆☆

خان کی کار کی ہیڈ لائٹس رات کے اندھیرے کو چیرتی ہوئی پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ٹرنک روڈ پر دوڑ رہی تھی اور کار کا باڈی ہیڈ لائٹس کا رسے چپکا معلوم ہوتا تھا۔ ٹرنک روڈ ایک ویرانے میں سے گزرتی تھی اور کبھی کبھار گزر جانے والی کاروں سے اس ویرانے کی وحشت کم ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتی تھی۔ ابھی آبادی تین میل دور تھی۔

Akram Allahabadi

''ابھی کتنی دور اور جھک مارنا ہے؟'' بالے نے پوچھا۔

''صرف تین میل۔'' خان نے جواب دیا۔

''آخر نزہت کو ایسے اوٹ پٹانگ مقام پر مکان لینے کی کیا ضرورت تھی؟''

''جو کام تمہارے مشورے کے بغیر کیا جائے گا، وہ ایسا ہی ہوگا۔''

''خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آج مدتوں کے بعد آپ نے دنیا کی ایک عظیم اور ناقابلِ حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔''

''تم نزہت کو کتنے دن سے جانتے ہو؟'' خان نے اچانک پوچھا۔

''بس جتنے دن سے ہمارا اس سوسائٹی سے ملنا جلنا شروع ہوا ہے۔''

''اس سے پہلے اس کے بارے میں اور کچھ سنا تھا؟''

''جی نہیں، سوائے اس کی خوبصورتی کی شہرت کے اور کچھ نہیں سنا۔''

''تمہارے خیال میں یہ سب معاملہ کیا ہے؟''

''میرے خیال میں کسی بلیک میلر نے اسے دھمکی دی ہے کہ یا تو روپیہ پہنچا دو یا اپنی عزت آبرو سے ہاتھ دھو بیٹھو۔''

''تمہارا خیال ہے غلط ہے، بالے۔''

''ہو سکتا ہے، مگر کیوں؟''

''نزہت کے پاس روپے کی کمی نہیں، انکار کرنے سے وہ روپیہ ادا کر دینا زیادہ بہتر سمجھے گی اور بلیک میلر اتنا بیوقوف نہیں ہوتا کہ وہ اس کی بساط سے زیادہ مانگے۔''

''تو پھر یہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے؟''

''ابھی معلوم ہو جائے گا۔''

اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ بم کے دھماکے کی چمک سے دو سیکنڈ کیلیے جنگل میں ہر طرف روشنی سی پھیل گئی۔ کار کا انجن پھٹ گیا، ونڈ اسکرین چکنا چور ہو گئی۔ خان کی پیشانی شیشے

Akram Allahabadi

کے اڑتے ہوئے ٹکڑوں سے لہولہان ہو گئی۔ کار کے قدم حادثے کے نشے میں بہک گئے اور وہ الٹ گئی۔ بالے کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا اور وہ کار کے الٹنے سے پہلے بیہوش ہو چکا تھا۔ کار کے الٹتے ہی اس میں آگ لگ گئی۔ خان کار الٹنے سے پہلے ہی اپنی حاضر دماغی سے کام لے کر دروازہ کھول کر خود کو نیچے گرا چکا تھا۔ وہ کار سے چند گز کے فاصلے پر بیہوش پڑا تھا۔ اس نے نیم وا آنکھوں سے شعلوں میں لپٹی ہوئی کار کو دیکھا اور یہ یاد آنے پر کہ بالے کار کے اندر ہے، اس میں اٹھ کر کار تک پہنچ جانے اور بالے کو اندر سے کھینچ کر نکال لینے کی طاقت نہ معلوم کہاں سے آ گئی۔ وہ بالے کو گھسیٹتا ہوا سڑک کے دوسرے کنارے پر لایا اور اس نے کھڑے رہ کر کسی کو مدد کیلیے بلانے کی کوشش کی، لیکن پورا جنگل اسے گھومتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس نے زمین پر گر کر بیہوش ہو جانا ہی مناسب سمجھا۔

☆☆☆☆☆☆

بالے کو ہوش آیا تو وہ ایک پلنگ پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے سر اور بائیں ہاتھ پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ خان آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سر پر بھی ایک پٹی بندھی ہوئی تھی۔ خان بڑے اطمینان سے سگریٹ پی رہا تھا اور انسپکٹر سرکار سے باتیں کر رہا تھا۔ بالے نے ادھر ادھر دیکھا پھر سرکار سے مخاطب ہوا۔

"آپ کا انتقال کب ہوا، مسٹر سرکار؟"

"انتقال؟"

"جی ہاں، خان صاحب اور مجھ کا تو تحریری معاہدہ ہو چکا ہے کہ ایک ساتھ جئیں گے اور ایک ساتھ مریں گے، چنانچہ ہم نے اس معاہدے کی پابندی کی ہے۔ یہ دوسری دنیا کا کونسا حصہ ہے؟"

"کیا لطیف ہی آخری آدمی ہے جس نے نزہت کو دیکھا تھا؟" خان نے بالے کی

Akram Allahabadi

بات پر دھیان نہ دیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں،اور میرا ابھی شبہ اسی پر ہے۔'' سرکار نے جواب دیا۔

''کیا نزہت بھی چلی آئی ؟ خان صاحب کی محبت میں گرفتار ہو کر خود کشی کر لی ہو گی۔'' بالے نے ٹھنڈی سانس بھری۔

''ڈاکٹر صاحب۔'' خان زور سے چلایا۔

''یس، مسٹر خان۔'' ایک ڈاکٹر فوراً ہی متصل کمرے سے نکل آیا۔

''یہ کمبخت ہوش میں آ گیا ہے، براہ کرم اسے بیہوشی کا انجکشن دیدیجیے۔''

''اب اس کی ضرورت نہیں ہے، ڈاکٹر صاحب۔ میں دراصل اس غلط فہمی میں تھا کہ میں مر گیا ہوں اور خان صاحب عاقبت میں بھی میرے باس بنا دیے گئے ہیں، آپ جا سکتے ہیں۔'' ڈاکٹر مسکراتا ہوا چلا گیا۔

''لطیف کا بیان آپ نے لے لیا ہے؟'' خان نے پوچھا۔

''جی ہاں۔'' سرکار نے جواب دیا۔

''مختصراً بتایے۔''

''کل رات کی پارٹی سے نزہت سب سے پہلے اٹھ کر گئی۔ لطیف نے فوراً ہی اس کا پیچھا کیا اور اسے کار میں گھر تک چھوڑنے کی پیشکش کی، نزہت نے منظور کیا۔ کار نزہت نے خود ڈرائیو کی۔ راستے میں لطیف نے اس سے کچھ ایسی باتیں کیں کہ نزہت کو غصہ آ گیا۔ دونوں میں ناخوشگوار اور تلخ گفتگو ہوئی اور لطیف کار رکوا کر راستے میں ہی اتر گیا۔''

''لیکن کار تو لطیف کی تھی؟ لطیف اپنی کار نزہت کی ڈرائیونگ میں چھوڑ کر اتر گیا؟''

''جی ہاں۔''

''اس کے بعد لطیف کہاں گیا؟''

Akram Allahabadi

"وہ کہتا ہے کہ وہ کار سے اتر کر قریب ترین ہوٹل گلزار میں گیا تھا۔ میں نے اس کے اس بیان کی مینجر سے تصدیق کر لی ہے۔"

"میں لطیف سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں، اسے فوراً یہاں بھیج دیجیے۔"

"بہت اچھا۔" یہ کہہ کر انسپکٹر سرکار خان کو سلام کر کے رخصت ہو گیا۔

"تمہارا دماغ اب ٹھیک ہے، بالے؟" خان نے پوچھا۔

"دماغ تو ٹھکانے پر آ گیا ہے، لیکن جسم کا ستارہ ابھی گردش میں ہے۔"

"تمہارے ذمے ایک کام ہے۔"

"خان صاحب، خدا کا واسطہ میرے حال پر رحم کیجیے۔"

"کچھ سادے کاغذ اور ایک فاؤنٹین پین منگوا کر اپنے قریب رکھ لو اور کل رات پارٹی میں جو گفتگو ہوئی تھی اسے اپنے حافظے پر زور ڈال کر لفظ بلفظ لکھ ڈالو۔ شروع سے آخر تک پوری گفتگو مجھے چاہیے۔ خاص طور پر لطیف اور نزہت کے درمیان جو باتیں ہوئی ہوں وہ ضرور لکھو۔ مسعود کی گفتگو بھی کافی اہم ہو گی۔"

"لیکن، خان صاحب، میری حالت..."

"تھوڑی تھوڑی رپورٹ روزانہ مرتب کرتے رہو، کوئی جلدی نہیں ہے۔ تین چار دن کے اندر اندر مجھے رپورٹ مل جائے تو بھی ٹھیک ہے۔ میں اس واقع کی تفتیش ذرا اطمینان کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔"

"فی الحال آپ کو ان کی تہ میں کیا نظر آ رہا ہے؟"

"اندھیرا۔"

"نزہت کا بیان؟"

"وہ کل رات سے غائب ہے۔ ہمیں ٹیلی فون کرنے کے تھوڑی دیر بعد وہ غائب ہو گئی۔"

Akram Allahabadi

"یعنی جب اسے یہ پتا چلا کہ ہم لوگ بچ گئے ہیں تو وہ گدھے کے سر کا سینگ بن گئی؟"

"ہو سکتا ہے۔"

"لیکن ہم لوگوں سے اس کی کیا دشمنی ہو گئی تھی جو اس نے باقاعدہ ٹیلی فون کر کے بلایا اور پھر راستے میں موت کے فرشتے کو ہمارے لیے متعین کر دیا؟"

"ممکن ہے کچھ ایسی باتوں کا علم ہو گیا ہو جو اس کیلیے خطرناک ہو۔"

"لیکن ہمیں تو اس کے بارے میں کوئی خاص یا اہم معلومات حاصل نہ تھیں۔"

"میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میرا اندازہ ہے کہ وہ کسی بڑے چکر میں پھنس گئی ہے۔"

"اوہ۔" بالے سوچ میں پڑ گیا۔ "اور اسے یہ بھی پتا چل گیا تھا کہ ہم لوگ نہ صرف اس بات سے واقف ہیں کہ وہ چکر میں پھنس گئی ہے، بلکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ چکر کیا ہے۔"

"اب تم اپنے دماغ پر ذرا زور ڈال رہے ہو۔"

"آداب عرض ہے، لیکن یہ غلط فہمی اسے کس طرح ہوئی؟"

"یہی پتا چلانے کیلیے میں نے تم سے کہا ہے کہ پارٹی میں جو باتیں ہوئی تھیں، انھیں لفظ بہ لفظ لکھ ڈالو۔" خان نے سادگی سے کہا۔

"اوہ، سمجھا۔" بالے کی آنکھوں کا سائز بڑھنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

رپورٹ

"آخر وہ باتیں کیا تھیں، جن سے نزہت کو غصہ آیا تھا؟" خان نے ڈانٹ کار لطیف سے پوچھا۔

"خان صاحب، میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ..."

"قسم کھانے سے بل نہیں تو لگتے نہیں، آپ براہِ کرم وہ گفتگو سنایے جس سے نزہت ناراض ہوئی تھی اور آپ کو اپنی کار اس کی تحویل میں چھوڑ کر جانا پڑا؟"

"وہ بالکل پرائیوٹ بات ہے۔"

"میں بھی آپ سے رازداری کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"میں نے اس سے شادی کے بارے میں کہا تھا۔"

"بس اتنی سی بات تھی؟"

"جی ہاں، دراصل اس سے پہلے بھی وہ مجھے کئی بار منع کر چکی تھی اور سختی سے کہہ دیا تھا کہ میں اس سے محبت یا شادی کے مسئلے پر ہرگز گفتگو نہ کیا کروں، لیکن میں..."

"لیکن آپ.....کیلیے مستقل مزاجی کے قائل ہیں؟"

"جی ہاں، جی ہاں۔"

"مسٹر لطیف، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ مجھے یہ لیلیٰ مجنوں کا افسانہ سنائیں گے۔ خیر، میں ایک ضرورت بات آپ سے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں آپ پر نزہت کے اغوا کا شبہ نہیں کر رہا ہوں اور نہ میرا یہ خیال ہے کہ اس کے غائب ہو جانے میں آپ کا ہاتھ ہے، بلکہ جس بات پر آپ سے اور اس میں کار میں جھگڑا ہوا ہے وہ محبت نہیں بلکہ کچھ اور ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں۔ میں آپ کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں، آپ تین دن کے اندر اندر براہِ کرم

مجھے وہ گفتگو لفظ بہ لفظ سنا دیں جو آپ کے اور نزہت کے درمیان کار میں ہوئی تھی۔تشریف لے جایئے۔"

لطیف خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ اغوا کا معاملہ میرے لیے بھی بالکل نیا ہے۔" بالے نے کہا۔

"ہاں، ہمیں یہی ظاہر کرنا ہے کہ نزہت کو اغوا کیا گیا ہے۔"

"لیکن...؟"

"لیکن ویکن کچھ نہیں، یہ بات سوائے میرے اور تمہارے کسی کو معلوم نہیں ہے کہ نزہت نے ہمیں ٹیلی فون کر کے بلایا تھا۔سمجھا یہ جارہا ہے کہ کار پر بم کسی گروہ کے آدمیوں نے مارا ہے جو ہماری تاک میں تھے اور ہماری جرائم دشمنی کی وجہ سے ہمارے دشمن تھے۔"

"سمجھ گیا۔"

"رپورٹ تیار ہوگئی؟"

"ہاں، یہ لیجیے۔" بالے نے فل سکیپ سائز کے چند کاغذات خان کی طرف بڑھا دیے۔

خان نے بالے کو کسی لمبے کام کیلیے بھیج دیا، تا کہ وہ ان کا بھیجا نہ کھائے اور خود اس کی رپورٹ پڑھنے میں محو ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆

بالے کی رپورٹ:

"مبارک ہو مس نزہت۔" ہنس راج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر ہنس راج۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کس بات کی مبارک باد ہے؟" ڈاکٹر راشد نے

Akram Allahabadi

پوچھا۔

''نزہت نے آپ کو بھی نہیں بتایا؟'' نزہت کے بھائی مسعود نے حیرت سے

پوچھا۔

''نہیں۔''

''فنِ سراغرسانی پر تحلیل نفسی کے استعمال پر نزہت نے جو مقالہ لکھا تھا، اس پر کالج کی یونین کی طرف سے اسے میڈل ملا ہے۔''

''خوب، بہت خوب۔ میری طرف سے بھی مبارکباد قبول فرمایئے، مس نزہت۔''

ڈاکٹر راشد نے کہا۔

''شکریہ، ڈاکٹر صاحب۔''

''خالی شکریہ؟ اس کیلئے تو ایک علیحدہ پارٹی ملنی چاہیے۔'' ڈاکٹر راشد بولا۔

''میں ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے سوفیصدی اتفاق کرتا ہوں۔'' شاہد نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے۔'' ہنس راج نے تائید کی۔

''اکثریت کے سامنے جھکنا ہمارے آئین میں شامل ہے۔'' میں نے (یعنی بالے نے) لقمہ دیا۔

''مجھے منظور ہے۔'' نزہت نے کہا۔ ''لیکن...''

''لیکن کیا؟'' ڈاکٹر راشد نے پوچھا۔

''پارٹی الہٰ آباد سے واپسی پر دے سکوں گی۔''

''الہٰ سے واپسی پر؟'' شاہد نے تعجب سے پوچھا۔

''آپ الہٰ آباد جارہی ہیں؟'' ہنس راج نے دریافت کیا۔

''جی ہاں۔''

''کب جارہی ہو نزہت؟'' لطیف نے سوال کیا۔ لطیف کے لہجے میں حیرت کے

Akram Allahabadi

ساتھ خوف اور تشویش کی جھلک بھی تھی ۔میں نے خاص طور پر نوٹ کیا تھا۔

’’کل ساڑھے گیارہ بجے کی گاڑی سے۔‘‘

’’کل؟‘‘لطیف نے اور زیادہ تعجب سے پوچھا۔

’’جی ہاں، چچا جان سے چند ضروری باتوں کا تصفیہ کرنا ہے۔انھوں نے مجھے بلایا ہے،میرا جانا بے حد ضروری ہے۔‘‘

’’واپسی کب تک ہوگی؟‘‘شاہد نے اپنے لہجے میں بے تعلقی کی جھلک پیدا کرتے ہوئے پوچھا۔حالانکہ وہ بھی نزہت کے جانے کی خبر سن کر چکرا گیا تھا۔

’’میں تو جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کروں گی،لیکن چچا جان نے لکھا ہے کہ چھٹیاں الہٰ آباد میں ہی گزارو۔وہ مجھے ایک مہینے سے پہلے نہ آنے دیں گے۔‘‘

’’کیا چچا جان کا تم پر اتنا کنٹرول ہے کہ تم ان کی مرضی کے بغیر واپس نہ آسکو؟‘‘ شاہد نے تیز لہجے میں پوچھا۔

’’بزرگوں کا احترام میرا اصول ہے،وہ میرے لیے باپ کی جگہ پر ہیں۔‘‘

’شاباش،شاباش، میں تمہارے خیالات سن کر خوش ہوا ہوں۔‘‘راشد نے کہا۔

’’میرا مطلب یہ تھا کہ...‘‘شاہد نے بات بنانے کی کوشش کی۔

’’ٹھیک ہے،ٹھیک ہے۔‘‘ڈاکٹر راشد نے بات کاٹی۔’’اور سنایئے،ہنس راج جی، کاروبار کا کیا حال ہے؟‘‘وہ موضوع بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

’’جوہریوں کے کاروبار کا کیا پوچھنا،ہر وقت چاندی کٹتی ہے۔‘‘میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’آپ کا خیال غلط ہے،مسٹر بالے۔میرے جواہرات خریدنے والوں کا فیصد ہندوستان میں بہت کم ہے۔اس کے برخلاف بیماروں کی تعداد...‘‘

’’بہت زیادہ ہے۔‘‘ڈاکٹر راشد نے ہنستے ہوئے جملہ پورا کردیا۔

Akram Allahabadi

"اچھا میں اجازت چاہتی ہوں۔" نزہت نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم جا رہی ہو؟" لطیف نے گھبراہٹ کے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں، نکل جانا ہے۔ ریزرویشن بھی نہیں ہوا ہے، سامان وغیرہ باندھنا ہے۔"

"میں بھی چل رہا ہوں۔ چلو تمہیں اپنی گاڑی میں گھر تک چھوڑ دوں۔ تم بھی چلو گے، مسعود؟"

"جی میں بھی جا رہا تھا، لیکن جب آپ جا رہے ہیں تو مجھے یہاں جو ضروری کام ہے وہ ختم کر کے ہی اپنی گاڑی میں چلا جاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے، چلیے، مس نزہت۔" لطیف اور نزہت سب سے رخصت ہو گئے اور دو تین منٹ کے بعد پارٹی منتشر ہو گئی۔

خان نے رپورٹ ختم کی ہی تھی کہ بالے آدھمکا۔

"بس اتنی سی گفتگو نوٹ کر سکے تم؟" خان نے پوچھا۔

"جی ہاں، باقی باتیں مجھے یاد نہیں آئیں۔"

"میری گفتگو کا اس میں ذکر تک نہیں ہے؟"

"وہ میں نے نہیں لکھی، آپ کو زیادہ صحیح یاد ہو گا۔"

"جو کام کرو گے ادھورا۔" خان نے رپورٹ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"کوئی کلیو ملا؟" بالے نے پوچھا۔

"تمہارا سر۔" خان پھٹ پڑا۔

"یہ تو میری رپورٹ میں کہیں نہیں ہے۔" بالے نے سادگی سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

ایٹمی دماغ

نزہت کے غائب ہونے اور کار پر بم پھینکے جانے کے حادثے کو ۱۲ دن گزر چکے تھے اور خان کی تحقیقات جہاں کی تہاں پڑی تھی۔ بالے کی رپورٹ پڑھنے کے بعد وہ ڈاکٹر راشد، لطیف، مسعود، شاہد اور ہنس راج سب سے تفصیلی گفتگو کر چکا تھا، لیکن حالات پر کوئی روشنی نہیں پڑ رہی تھی۔ سب کے بیانات پختہ اور مضبوط تھے۔ صرف مسعود کا بیان مشکوک تھا، لیکن اس کے بیان نے حالات کو سلجھانے کے بجائے اور بھی الجھا دیا تھا۔ ڈاکٹر راشد کے انٹرویو میں خان کو پتا چلا کہ راشد تحلیل نفسی کو بے بنیاد سمجھتا ہے اور تحلیل نفسی کے ذریعے مریضوں کا علاج ناممکن بتاتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تحلیل نفسی ایک کھیل ہے جو کمزور دماغ کے لوگوں کے ساتھ کھیلا جاتا ہے اور ماہرین نفسیات کے اس ڈرامے کو قانوناً ممنوع قرار دے دینا چاہیے، کیونکہ مریض ماہرین نفسیات کے چکر میں پھنس کر باقاعدہ علاج ترک کر دیتے ہیں اور اس طرح اپنی صحت کا ستیاناس کر لیتے ہیں۔ نزہت کو بارے میں ڈاکٹر راشد سے اختلاف تھا اور اسی سلسلے میں دونوں میں کافی بحث رہتی تھی۔ ڈاکٹر راشد ایڑی چوٹی کا زور لگا کر تحلیل نفسی کو غلط ثابت کرتا تھا اور نزہت اسے صحیح ثابت کرنے کیلئے اپنی ساری قابلیت صرف کر دیتی تھی، لیکن دونوں میں سے کوئی بھی کسی کو قائل نہیں کر سکا تھا۔ اس علمی بحث کے علاوہ دونوں کے درمیان اور کوئی شے مشترک نہیں تھی۔ پارٹی کے بعد ڈاکٹر راشد اپنے گھر چلا گیا تھا اور اس کی تصدیق گھر کے ملازموں اور اس کے کمپاؤنڈر سے ہو چکی تھی، جو اس وقت تک ایک نسخے کے بارے میں کچھ پوچھنے کیلیے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

شاہد ایک تعلیم یافتہ مگر جذباتی نوجوان تھا۔ اس نے خان سے اپنے انٹرویو میں اس بات کو چھپانے کی کوشش نہیں کی کہ وہ نزہت سے محبت کرتا تھا اور نزہت بھی اسے چاہتی تھی،

Akram Allahabadi

لیکن جہاں تک نزہت کے غائب ہو جانے کا تعلق تھا، شاہد نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ شاہد کے دل پر نزہت کے لاپتا ہو جانے کا جو صدمہ تھا وہ اس کے چہرے اور اس کی حالت سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ بے حد پریشان، متفکر اور رنجیدہ تھا اور اس کی حالت اس صدمے اور اس فکر سے پاگلوں کی سی ہو گئی تھی۔ خان نے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ، اس کے صدمے اور گھبراہٹ کا بڑے غور سے مطالعہ کیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ حالت بناوٹی نہیں ہے۔ خان کو یقین تھا کہ شاہد اتنا زبردست اداکار نہیں ہے کہ وہ اتنی اچھی اداکاری کر سکے۔ جہاں تک شاہد اور نزہت کے رابطے کا سوال تھا، وہ صرف اتنے تھے کہ شاہد بہت عرصے سے نزہت کے گھر آتا جاتا تھا اور دوستی بڑھتے بڑھتے محبت کی حدوں کو پہنچ گئی تھی۔ یہ محبت دونوں طرف سے تھی۔ لطیف کے بارے میں شاہد نے بتایا کہ وہ ایک آوارہ مزاج اور ناقابلِ اعتماد آدمی ہے اور نزہت کے قریب آنے کی کوشش وہ بہت عرصے سے کر رہا تھا، لیکن نزہت نے کبھی اس سلسلے میں حوصلہ افزائی نہیں کی تھی اور جہاں تک ممکن ہوتا وہ لطیف سے کتراتی تھی۔ شاہد کا خیال تھا کہ نزہت بدرجۂ مجبوری اس سے مل لیتی ہے، لیکن شاہد نے اتنی برائیاں کرنے کے باوجود اپنے اس خیال کا اظہار بھی کر دیا کہ جہاں تک وہ سمجھتا ہے نزہت کے لاپتا ہونے میں لطیف کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔

ہنس راج سے خان نے صرف رسماً پوچھ گچھ کی تھی، ورنہ ہنس راج کی حیثیت اس سوسائٹی میں ایک اجنبی کی سی تھی، نیا نیا تعارف ہوا تھا اور وہ کبھی کبھار شاہد یا مسعود سے ملنے چلا آتا تھا۔ وہ ایک معزز جوہری تھا۔ بزنس کے حلقوں میں اس کی عزت اور ساکھ تھی۔ وہ نزہت کے لاپتا ہو جانے کی خبر سے متعجب ضرور تھا، لیکن سوائے حیرت کے اس نے اپنے اور کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا۔ خان کے کریدنے پر اس نے دبی زبان سے اتنا ضرور کہا تھا کہ لطیف سے اس سلسلے میں ذرا سختی سے پوچھ گچھ کی جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ یعنی حالات کے تحت اس کا شبہ بھی لطیف پر ہی تھا۔

Akram Allahabadi

مسعود کا انٹرویو خان کیلیے سب سے زیادہ دلچسپ تھا۔ مسعود نزہت کا بڑا بھائی تھا۔ سائنسی اور جاسوسی ادب کا بہت شوقین تھا۔ اس سے اور خان سے جو گفتگو انٹرویو کے دوران ہوئی تھی، وہ حسب ذیل تھی۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ رات کو نزہت گھر پہنچی تو اکیلی تھی؟"

"جی ہاں، بالکل یقین ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ لطیف کی کار میں گھر پہنچی ہے۔"

"آپ نے اس سے یہ پوچھا تھا کہ لطیف سے کترانے کے باوجود لطیف کے گھر تک جانے پر کیوں تیار ہو گئی تھی؟"

"جی نہیں۔"

"شاہد اور نزہت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟"

"دونوں میں بہت زیادہ دوستی ہے۔"

"کیا یہ دوستی محبت کا رنگ لیے ہوئے ہے؟"

"جی ہاں۔" مسعو نے ذرا پس و پیش کے بعد جواب دیا۔

"کیا نزہت بھی شاہد سے محبت کرتی ہے؟"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ نزہت کا ارادہ شاہد سے شادی کر لینے کا تھا۔"

"اور کوئی اہم بات بتا سکتے ہیں؟"

"جی ...؟ جی ہاں۔ گزشتہ کئی ہفتوں سے نزہت کے مزاج اور طبیعت میں ایک عجیب سی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔"

"خوب، وہ تبدیلی کیا تھی؟"

"جی، اس کے دل میں عجیب عجیب سے خیالات آتے تھے اور اس کے اعتقادات

Akram Allahabadi

عجیب وغریب سے ہوگئے تھے۔"

"اعتقادات...؟ مثلاً؟"

"وہ کہتی تھی کہ اگر انسان چاہے تو اپنی قوتِ ارادی کو ترقی دے کر غیب کے حالات معلوم کرسکتا ہے۔ وہ کہتی تھی کہ انسان کے دماغ میں اتنی حیرت انگیز قوتیں پوشیدہ ہیں کہ اگر انسان ان سے پوری طرح کام لے سکے تو ہر وہ کام آسانی سے انجام دے سکتا ہے، جس کی توقع صرف مافوق الفطرت ہستیوں یا جنوں بھوتوں وغیرہ سے ہوسکتی ہے۔ اس کی مثال بھی اس نے بڑی دلچسپ دی تھی۔ وہ یہ کہ ایٹم جیسے حقیر ذرے میں اتنی بڑی قوت پوشیدہ ہے جو باہر نکل کر بڑے بڑے شہروں کو آنِ واحد میں کھنڈر بنا سکتی ہے اور جس کا تصور دنیا گزشتہ عالمی جنگ میں دیکھ چکی ہے۔ یہ تھی ایٹم کی تخریبی قوت۔ اب چونکہ سائنس دان ایٹم کی قوت سے کچھ کچھ واقف ہو چکے ہیں، اس وجہ سے اس قوت کو وہ تعمیری کاموں استعمال کرنے کے پروگرام بنا رہے ہیں۔ یہ قوت ایٹم میں بیسویں صدی میں ہی نہیں پیدا ہوئی، بلکہ جب سے کائنات وجود میں آئی تھی اسی وقت سے موجود تھی۔ انسان کو اس قوت کا علم اس وقت نہ تھا۔ اب بیسویں صدی میں ایٹم کی قوت کا راز منظرِ عام پر آگیا تو انسان نے اس کا استعمال شروع کردیا۔ اسی طرح انسان کے دماغ میں بھی عجیب وغریب قوت موجود ہے۔ جس کا علم ابھی انسان کو پوری طرح نہیں ہوسکا۔ اگر انسانی دماغ کی ان قوتوں کو سمجھا جائے اور کام میں لایا جاسکے تو انسان غیب کا علم حاصل کرسکتا ہے۔ ریڈیو کے بغیر ہزاروں میل کی آواز سن سکتا ہے۔ ٹیلی فون کے بغیر ہزاروں میل دور ہونے والے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اپنی اس تھیوری کا اسے پورا یقین ہے۔"

"آپ کا اس تھیوری کے بارے میں کیا خیال ہے؟" خان نے پوچھا۔

"میرا؟" مسعود نے حیرت سے سوال کیا۔

"جی ہاں، آپ کا؟ کیا آپ کو بھی یقین تھا کہ نزہت کا خیال صحیح ہے؟"

Akram Allahabadi

"میں... میں... آپ کا مطلب...؟"

"آپ کو یقین تھا یا نہیں؟" خان نے پھر پوچھا۔

"جی، جی نہیں۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ یہ سب بکواس ہے۔"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔"

"خان صاحب، میں آپ کا مطلب بالکل نہیں سمجھا۔"

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ آپ کی بہن نے جب آپ سے ان خیالات کا اظہار کیا تھا تو آپ کو یقین آ گیا تھا کہ ایسا ممکن ہے۔"

"لیکن اس بات کا نزہت کے غائب ہو جانے سے کیا تعلق ہے؟"

"بہت گہرا تعلق۔"

"کیا آپ مجھ پر اس سلسلے میں کچھ شبہ کر رہے ہیں؟"

"نہیں، لیکن آپ مجھ سے کوئی اہم بات چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی یہ پردہ پوشی نیک نیتی سے ہو، لیکن ممکن ہے کہ یہ آپ کیلئے خطرناک بھی ثابت ہو۔ اگر آپ اپنی بہن کی گمشدگی کی تحقیقات میں میری مدد کرنا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ مجھے تمام حالات تفصیل سے بتا دیں۔"

"میں جو کچھ جانتا تھا بتا دیا، اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"کیا آپ اس سلسلے میں ذاتی طور پر سراغرسانی کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

"جی؟" مسعود نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔ "جی نہیں۔"

"آپ کی مرضی، مسٹر مسعود۔ خطرے سے آگاہ کر دینا میرا فرض تھا۔ گھٹیا قسم کے جاسوسی ناولوں کی جاسوسی اور اصلی سراغرسانی میں بڑا فرق ہوتا ہے، مسعود۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ اپنے ارادے سے باز رہیں۔"

خان کو مسعود کی گفتگو سے یقین ہو چکا تھا کہ مسعود بہت کچھ جانتا ہے اور محض خود ہی

Akram Allahabadi

ایک پرائیوٹ جاسوس بننے کے شوق میں حالات پر پردہ ڈال رہا ہے۔خان نے اسے سمجھانے کی بیحد کوشش کی، لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ جو کچھ میں بتا چکا ہوں، اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا۔

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

قلوپطرہ کی سہیلی

کوئی بری طرح دروازہ پیٹ رہا تھا۔شاہد کی آنکھ کھلی۔اس نے بستر پر دو ایک کروٹیں بدلیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"شاہد میاں، دروازہ کھولیے۔" ایک نسوانی آواز نے چیخ کر کہا۔

شاہد نے آواز پہچان لی۔یہ نزہت کے گھر کی ملازمہ کی آواز تھی۔وہ تڑپ کر دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول دیا۔ملازمہ کا چہرہ اترا ہوا تھا، اس کی سانس پھولی ہوئی تھی اور خوف سے اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

"کیا بات ہے؟" شاہد چیخا۔

"مسعود میاں کے کمرے کا دروازہ اندر سے بند ہے۔دس منٹ تک اس دروازے کو کھٹکھٹاتی رہی اور آواز دیتی رہی، لیکن کوئی جواب نہیں ملتا۔"

"تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے؟ رات دیر سے سویا ہوگا، نیند ابھی گہری ہوگی۔"

"مسعود میاں کبھی اتنی گہری نیند نہیں سوتے۔وہ ذرا سا کھٹکا ہونے پر جاگ جاتے ہیں۔آپ ذرا جلدی میرے ساتھ آیے۔"

شاہد اس کے ساتھ ہولیا۔مسعود کے کمرے پر پہنچ کر اس نے بھی آوازیں دیں اور خوب زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔اب شاہد نے دروازے پر ٹکڑیں مارنا شروع کیں۔تھوڑی دیر میں اس نے دروازہ توڑ ڈالا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" اس نے ملازمہ کو ہاتھ کے اشارے سے یہیں روکا اندر پہنچا۔

Akram Allahabadi

ملازمہ کو بھی باہر کھڑے ہوئے مشکل سے تین سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ منہ سے ایک چیخ نکلنے کی آواز آئی ۔ملازمہ دوڑ کر اندر پہنچ گئی ۔شاہد ایک کرسی پر گر پڑا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔

مسعود کا گلا بلیڈ سے کٹا ہوا تھا اور وہ مر چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"تو آپ کو اس بات کا اعتراف ہے کہ آپ رات کے گیارہ بجے تک مسعود سے باتیں کرتے رہے؟" خان نے لطیف سے سوال کیا۔

"جی ہاں، لیکن میں اسے زندہ چھوڑ کر وہاں سے گیا تھا۔"

"اور آپ کے جانے کے بعد اس نے اپنا گلا بلیڈ سے خود کاٹ لیا؟"

"خان صاحب، میں اس بات سے انکار بھی کر سکتا تھا کہ میں رات کو اس سے ملنے گیا تھا۔"

"لیکن ملازمہ کی گواہی کو آپ کس طرح جھٹلا سکتے تھے؟ اسی لیے آپ نے سیدھے سیدھے اقرار کر لیا۔"

"آپ جیسا جہاندیدہ آدمی مجھ پر شبہ کر رہا ہے، مجھے افسوس ہوتا ہے۔"

"بے شک ۔جبکہ آپ پر شبہ ہونے کا سوال ہی نہیں، کیونکہ آپ آخری آدمی ہیں جنھوں نے مسعود کو زندہ دیکھا ۔آپ کے جانے کے بعد ملازمہ نے دروازہ بند کیا اور پھر صبح تک کوئی دوسرا آدمی مسعود سے ملنے نہیں آیا۔صبح مسٹر شاہد نے دروازہ کھولا تو مسعود کی لاش ملی ۔آپ پر شبہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟"

"میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں، لیکن اسے سوائے اپنی بدقسمتی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے ۔نزہت کے لاپتا ہونے سے پہلے بھی میں آخری آدمی تھا جو اس سے ملا تھا اور اب اس کے

Akram Allahabadi

بھائی کا قتل بھی ہوا تو بھی میں آخری آدمی تھا جو اس سے ملا۔ بد قسمتی ہی میرے پیچھے پڑ گئی ہے
۔"

"مجھے آپ سے ہمدردی ہے، مسٹر لطیف۔"

"شکریہ، اب میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"مطلب؟"

"یعنی میں اب یہاں سے جا سکتا ہوں یا آپ الزامِ قتل میں مجھے گرفتار کر رہے ہیں؟"

"فی الحال آپ تشریف لے جا سکتے ہیں، لیکن ایسا نہ ہو کہ دوسرے قتل میں بھی آپ آخری آدمی ہوں جو مقتول سے ملے ہوں۔"

"یعنی ابھی آپ کو امید ہے کہ کوئی دوسرا قتل بھی ہونے والا ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" خان نے سادگی سے کہا۔

اور لطیف کمرے سے باہر چلا گیا۔

"مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ آپ میں بھی مزاح کی صلاحیت پیدا ہو رہی ہے۔" بالے نے لطیف کے جانے کے بعد کہا۔

"بُری صحبت کا اثر بُرا ہی ہوتا ہے۔"

"دوسرا قتل کس کا ہونے والا ہے؟" بالے نے پوچھا۔

"میرا یا تمہارا۔"

"خوب۔ نزہت بیچاری تو صرف اس تھیوری کی قائل تھی کہ آدمی اپنے دماغ کی قوتوں کو دھوبی پاٹ دکھا دے تو وہ جنوں کو ناک آؤٹ کر سکتا ہے، آپ شاید اس منزل پر پہنچ چکے ہیں۔"

"بالے، تم صرف مسخراپن ہی کرتے رہو گے یا میرے ساتھ کچھ کام بھی کرو گے؟"

Akram Allahabadi

"آپ مجھے کچھ کام کرنے کا موقع دیں جب نا۔"

"تو جاؤ تمہیں اجازت ہے کہ مسعود کے قتل کے سلسلے میں تم اپنے طور پر کچھ تحقیقات کر سکتے ہو، لیکن کام بگاڑنا نہیں۔"

"شکریہ۔ میں جاتا ہوں اور بجائے تحقیقات کرنے کے قاتل کو ہی آپ کے سامنے لے آتا ہوں۔"

"میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔"

"صرف ایک بات بتا دیجیے؟"

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ کمرے سے باہر نکل کر دروازہ اندر سے کس طرح بند کیا جا سکتا ہے؟"

"آپ قاتل کو لے آیے، یہ ترکیب میں آپ کو قاتل کے سامنے ہی بتا دوں گا۔"

"سمجھ گیا۔"

"ایک بات اور بتا دوں آپ کو، شاید آپ کو تحقیقات میں مدد ملے۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے، خیر بتا دیجیے۔"

"وہ یہ کہ لطیف رات کے گیارہ بجے مسعود کے کمرے سے نکلا تھا اور ڈاکٹر کی رپورٹ سے پتا چلتا ہے کہ جب اس کا معائنہ ہوا ہے تو اس وقت مسعود کو مرے ہوئے تین گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوئے تھے۔"

"معائنہ کس وقت ہوا تھا؟"

"ساڑھے دس بجے صبح تک ڈاکٹر زہت کے مکان پر پہنچ گیا تھا۔"

"یعنی مسعود کا قتل شاہد کے دروازہ توڑنے کے کچھ دیر پہلے ہوا تھا۔"

"ہاں۔ ملازمہ کے دروازہ کھٹکھٹانے سے بھی پہلے۔"

"آپ کا مطلب یہ ہے کہ لطیف قاتل نہیں ہے اور اسی وجہ سے آپ نے اسے

گرفتار نہیں کیا۔"

"یہ تو میں نے نہیں کہا۔ میں نے تو آپ کو صرف ڈاکٹری رپورٹ سنائی ہے تا کہ آپ کو اپنی تحقیقات میں مدد ملے۔"

"اچھا اب اجازت چاہتا ہوں ورنہ میرا دماغ خراب ہو جائے گا۔"

"شاہد باہر بیٹھا ہے، اسے اندر بھیجتے جانا۔"

☆☆☆☆☆☆

شاہد اندر داخل ہوا۔

اس کی حالت پاگلوں کی سی ہو رہی تھی۔ خان نے دیکھا کہ وہ بمشکل اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے ہے۔ وہ خان کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر گر پڑا۔

"آداب عرض ہے، خان صاحب۔" شاہد نے کہا۔ آواز اس کے حلق سے بڑی مشکل سے نکل رہی تھی۔

"آپ نے مسعود کے کمرے میں کس وقت تک اس سے گفتگو کی تھی؟"

"رات کے 9 بجے تک، لیکن..."

"پہلے میری بات کا جواب دیجیے۔ لطیف آپ کے سامنے ہی وہاں پہنچ گیا تھا؟"

"جی نہیں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ لطیف بھی مسعود سے ملنے آ رہا ہے۔"

"کیا مسعود نے آپ سے ذکر کیا تھا کہ رات مسعود بھی آنے والا ہے؟"

"جی نہیں، لیکن میں آپ کو..."

"ذرا ٹھہریے، آپ جب وہاں پہنچے تو..."

"خان صاحب، پہلے میری بات سن لیجیے۔ نزہت کل رات مجھ سے ملنے آئی تھی۔"

خان کرسی سے اچھل پڑا۔

Akram Allahabadi

''کب؟'' وہ زور سے چیخا۔

''نزہت رات کو مجھ سے ملنے آئی تھی، میرے گھر پر، میرے کمرے میں۔''

''وہ کہاں ہے؟'' خان نے مٹھیاں بھینچ کر پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔''

''شاہد صاحب، آپ شاید...''

''پہلے میری بات سن لیجیے، خان صاحب۔ نہ میں اس وقت نشے میں ہوں اور نہ رات کو نشے میں تھا۔ اس وقت میں جو کچھ آپ کو سناؤں گا، بہ ہوش و حواس سناؤں گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ میری داستان سننے کے بعد آپ مجھے پاگل خانے بھیج دیں۔''

''سنایے۔'' خان نے ایک سگار سلگایا اور شاہد کی عجیب و غریب داستان سننے کیلیے تیار ہوگیا۔

''کل رات کسی نے میرے کمرے پر دستک دی۔ میں مسعود سے مل کر واپس آچکا تھا اور سونے کیلیے بستر پر لیٹ چکا تھا۔ تقریباً ساڑھے نو بجے تھے۔ میں بستر سے اٹھا اور میں نے دروازہ کھولا۔ نزہت اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ میرے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے دلپسند سینٹ کی لپٹیں میرے دماغ کو معطر کرنے لگیں۔ وہ سفید ساڑھی میں ملبوس تھی اور نور کے دریا میں نہائی ہوئی تھی۔ مجھے سکتہ سا ہوگیا اور میں حیرت اور خوشی کے جذبات میں اتنا کھوگیا کہ ایک لفظ بھی میرے منہ سے نہ نکل سکا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ حیرت اور خوشی کے ساتھ ساتھ نہ معلوم کیوں میرے دل میں ایک موہوم سا خوف بھی پیدا ہو رہا تھا۔''

''کیا میں اندر آسکتی ہوں؟'' اس نے مجھ سے پوچھا۔

تم...؟ تم...؟'' میرے منہ سے صرف اتنا ہی نکل سکا۔

وہ خود ہی اندر چلی آئی اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟'' اس نے سوال کیا۔

Akram Allahabadi

"تم اتنے دنوں سے کہاں تھیں؟" میں نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
"میں جہاں بھی ہوں، خیریت سے ہوں۔تم سے ملے ہوئے بہت دن ہو گئے تھے، اس لیے آج یہاں چلی آئی۔"
"لیکن تم ہو کہاں؟"
"وہاں جہاں انسان زمان و مکان کی حدوں کو پار کر کے آگے نکل جاتا ہے۔"
"لیکن تمہاری گمشدگی کی اطلاع سارے شہر میں پھیل چکی ہے۔پولیس تمہیں شہر کے کونے کونے میں تلاش کر رہی ہے۔شہر میں سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔"
"تو مجھے کیا؟ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر دماغ صرف کرنے کی مجھے فرصت نہیں ہے۔میں جن بلندیوں پر پہنچ رہی ہوں، وہاں سے مجھے نیچے گھسیٹنے کی کوشش نہ کرو۔میں الٹی ترقی کی قائل نہیں ہوں۔"
"نزہت، تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"
"آ بھی کیسے سکتی ہیں، تم ان بلندیوں کی جھلک بھی نہیں دیکھ سکتے۔تم پست ہو اور تمہاری نظر بھی پستیوں تک ہی محدود رہتی ہے۔"
"کیا تم وہی نزہت ہو جو آج سے چند ہفتے پہلے مجھ سے ملتی تھیں؟"
"بالکل وہی، فرق صرف اتنا ہے کہ اب میں جس منزل پر ہوں اس میں اور تمہاری اس دنیا میں صرف ایک ہی چیز مشترک ہے۔"
"وہ کیا؟" میں نے پوچھا۔
"تمہاری محبت۔یہ تمہاری محبت ہے جو مجھے یہاں تک کھینچ لائی ہے۔میں تمہیں اس پسماندہ اور وحشی دنیا میں نہیں چھوڑنا چاہتی۔میں تمہیں اپنی سطح اور اپنے معیار پر لانا چاہتی ہوں تاکہ تم میرے قابل بن سکو۔"
"میری کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے۔خدا کیلیے مجھے پہیلیاں نہ بجھاؤ اور ٹھیک ٹھیک بتاؤ، کہ

Akram Allahabadi

یہ کیا قصہ ہے؟"

"یہ قصہ نہیں، خوشگوار اور خوبصورت حقیقت ہے۔"

"خیر جو بھی ہے، مگر بتاؤ تو۔"

"تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟"

"محبت... ! نزہت، محبت تو ایک چھوٹا سا لفظ ہے، چھوٹا اور عامیانہ۔ تمہارے لیے میرے دل میں جو جذبہ ہے، اس کیلیے میرے پاس کوئی لفظ نہیں، نزہت۔ شاید میری آنکھیں ہی کسی حد تک اس جذبے کا اظہار کر سکیں۔ شاید تم میری دنیا ہو، نزہت، تم میری کائنات ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ محبت کائنات سے بھی بلند ہے۔"

"کیوں؟"

"مادے اور روح کی منزلوں سے آگے محبت کا مقام ہے۔ کائنات میں سب سے زیادہ بلند چیز ہے انسان کا دماغ اور میرا دماغ عام انسانوں کے دماغ سے بہت بلند ہے۔ یعنی میرا دماغ کائنات کی بلند ترین چیز ہے اور وہ بھی تمہارے سامنے جھک رہا ہے، یعنی محبت کے سامنے۔ محبت کائنات سے بھی زیادہ بلند ہے۔"

"بھئی، یہ منطق اور پستی و بلندی کا یہ فلسفہ میری عقل سے بہت اونچا ہے۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ تمہارے لاپتا ہونے کے بعد مجھ پر جو کیفیت ہوئی ہے شاید صرف تم ہی اس کا صحیح اندازہ کر سکو۔"

"بے شک، میں اندازہ کر سکتی ہوں، بلکہ دیکھ سکتی ہوں۔ میری طرف دیکھو، ہاں ٹھیک ہے، تم اس وقت یہ سوچ رہے ہو کہ اگر ہم دونوں کو اس وقت کوئی دیکھ لے تو کیا ہوگا۔"

میں حیران رہ گیا۔ کیونکہ واقعی عین اسی وقت میرے دماغ میں یہ خیال آیا تھا۔

میری حیرانی پر وہ ہنسنے لگی۔

"حیران نہ ہو، شاہد۔ یہ میرے دماغ کی ہمہ دانی کی ادنیٰ سی جھلک ہے۔ میں

تمہارے خیالات اس طرح پڑھ سکتی ہوں، جیسے تم کتابیں پڑھتے ہو اور میری اسی صلاحیت نے مجھے بتایا ہے کہ تم مجھ سے سچی محبت کرتے ہو۔ مجھے صرف میرے لیے چاہتے ہو، نہ کہ میری دولت اور میرے چہرے کی خوبصورتی کیلیے۔ تم میرے جسم سے نہیں، بلکہ میری روح سے محبت کرتے ہو، سچی محبت۔ تم میرے لیے سب کچھ کر سکتے ہو۔"

"ہاں ہزہت تم میرے جذبات سے مجھ سے بھی زیادہ واقف معلوم ہوتی ہو۔"

"ہاں، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ انسان جب کچھ سوچتا ہے تو اس کے دماغ سے لہریں نکلتی ہیں اور فضا میں پھیل جاتی ہیں۔ یہ لہریں آنکھوں پر اثر انداز نہیں ہوتی، اس لیے نظر نہیں آسکتیں۔ میں ان لہروں کو محسوس کر سکتی ہوں۔ اپنے دماغ کی لہروں سے ہم آہنگ کر کے انھیں سمجھ سکتی ہوں۔ یہ کام دراصل بہت آسان ہے۔ ذرا سی مشق سے اس میں مہارت ہو سکتی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" میں نے کہا۔ میرا دماغ کافی گھوم چکا تھا۔

"میں کل چاند پر گئی تھی۔" اس نے سادگی سے کہا۔

"کیا؟" میں چیخا۔

"چاند پر۔ میں نے وہاں کے مردہ آتش فشاں پہاڑوں کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھا، ان ہاتھوں سے۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا دیے۔

"یہ کیا بکواس ہے ہزہت۔ حد ہوتی ہے کسی بات کی۔" میں نے اسے ڈانٹا۔ اس کی باتیں اب میری برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھیں اور مجھے غصہ آنے لگا تھا۔ وہ ہنسنے لگی۔

"تم نے مصر کی ملکہ قلوپطرہ کا نام سنا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں، سنا ہے۔ وہ تم سے زیادہ حسین نہیں تھی۔"

"تمہارا خیال غلط ہے شاید۔" اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت تھی۔"

Akram Allahabadi

"ہو گی۔" میں نے بے پرواہی کے لہجے میں کہا۔

"ہو گی نہیں، تھی۔ میں اسے بہت قریب سے دیکھ چکی ہوں۔"

"نزہت، خدا کیلیے میرا دماغ نہ خراب کرو۔ میں..."

"سنو، شاہد۔" اس نے میری بات کاٹی اور پھر ایک عجیب سی زبان میں کچھ کہنے لگی۔ یہ زبان نہایت ہی عجیب وغریب تھی۔ نہ تو وہ عربی تھی اور نہ فارسی، نہ چینی تھی اور نہ کوئی یوروپی زبان۔ بالکل عجیب دلچسپ اور میٹھا لہجہ اور میٹھی سی زبان تھی۔ میں سنتا رہا۔ پھر وہ اردو بولی۔

"یہ قدیم مصر کی زبان تھی۔ میں اچھی طرح بول لیتی ہوں۔"

"نزہت، کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟" میں نے پوچھا۔

"کئی بار اقرار کراؤ گے؟ میرے دل میں بھی تمہارے لیے وہی جذبات ہیں، جو تمہارے دل میں میرے لیے ہیں۔ میں تمہیں دل سے چاہتی ہوں۔"

"تو پھر یہ طلسم ہوشربا ختم کر کے انسانوں کی طرح مجھ سے بات کرو۔"

"محبت کی باتیں؟" اس نے شرارت آمیز مسکراہٹ سے کہا۔

"ہاں، محبت کی باتیں۔ تمہارے لاپتا ہونے کے بعد میں پاگل ہو گیا تھا، نزہت۔ میں کیا بتاؤں کہ جدائی میں میری کیا حالت ہو گئی تھی۔"

"یہ جدائی اب ختم ہو جائے گی، شاہد۔ مجھے بھی بہت کھلتی ہے۔"

"کب ختم ہو جائے گی؟" یہ کہہ کر میں اس کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ ہنستے ہوئے جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھہرو، ٹھہرو تم بہکنے لگے۔"

"نزہت، میری نزہت۔" میں نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"فی الحال میں جا رہی ہوں۔" وہ دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

Akram Allahabadi

"کہاں؟" میں زور سے حلق پھاڑ کر چیخا۔

"وہیں جہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔"

"رسائی وسائی کی ایسی تیسی۔ تم اب یہاں سے نہیں جا سکتیں، ورنہ تمہارا رہا سہا دماغ بھی خراب ہو جائے گا۔ میں تمہیں نہیں مرنے دوں گا۔" میں راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا جانا بہت ضروری ہے، شاہد۔ میں اگر نہ گئی تو سارا کیا دھرا غارت ہو جائے گا۔ تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔"

"پاگل ہو گئی ہو کیا؟ پولیس تمہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے پریشان ہو گئی ہے، میں آدمی سے ہونق ہو گیا ہوں، مسعود بے چارہ الگ رو رہا ہے اور آپ جا رہی ہیں اس قلوپطرہ کی بچی سے ملنے، ملکہ الزبتھ سے بھی ملی تھیں؟"

"او، خوب یاد دلایا تم نے۔" اس نے پھر سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے اس سے ملنا ہے۔ ڈیوک آف ایسیکس کے بارے میں حالات معلوم کرنے ہیں، مجھے راستہ دو۔"

"نزہت! اب یہ معاملہ میری برداشت سے باہر ہو رہا ہے۔"

"اچھا یہ بات ہے تو تم مجھے نہیں جانے دو گے؟"

"ہرگز نہیں۔"

اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ میرے ہاتھ پیر ڈھیلے ہونے لگے، پھر میری آنکھیں بوجھل ہونے لگیں، دماغ پر برفباری شروع ہو گئی۔

"ہٹ جاؤ، شاہد۔" اس نے بڑی سادگی سے کہا۔ میں چپ چاپ دروازے سے ہٹ گیا۔ وہ مجھے دیکھتی رہی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میری رگوں میں خون جم رہا ہے۔ میں بستر پر لیٹ گیا اور مجھے کچھ خبر نہ رہی۔ بس پھر مجھے اتنا ہی یاد ہے کہ صبح کا وقت تھا اور میرے دروازے پر نزہت کی ملازمہ دستک دے رہی تھی۔

شاہد کی داستان ختم ہوئی تو کچھ دیر خان کچھ سوچتا رہا اور سگار کے لمبے لمبے کش لیتا

Akram Allahabadi

رہا۔پھر بولا۔

"مسعود کے یہاں سے آنے کے بعد آپ بستر پر لیٹ گئے اور پھر زہت آپ سے ملنے آئی۔اس کے جانے کے بعد زہت کی ملازمہ نے آپ کو جگایا۔کیا آپ کو یقین ہے کہ اس دوران میں آپ جاگتے رہے؟"

"خان صاحب، میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا، جو کچھ آپ سے بیان کیا ایک حقیقت ہے اور میں اتنا بد حواس نہیں ہوں کہ خواب اور بیداری میں تمیز نہ کرسکوں۔"

"کیا یہ واقعہ آپ نے میرے علاوہ کسی اور سے بھی بیان کیا ہے؟"

"جی نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔آپ کو ہدایت ہے کہ اسے آپ بیان بھی نہ کریں۔اسے ایک مکمل راز رکھیے۔"

"بہتر ہے۔ویسے آپ کو یقین تو آ گیا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے؟"

"جی ہاں،اب آپ جاسکتے ہیں۔"

شاہد آداب عرض کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا اور خان سگار کے پھر لمبے لمبے کش لینے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

پراسرار یوروپین

''نرملا دیوی، نمستے۔'' بالے نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔

''نمستے۔کیا بات ہے؟'' نرملا دیوی پان کی پیک تھوکتے ہوئے بولی۔

''میں پولیس کا آدمی ہوں۔'' بالے نے رعب ڈالا۔

''کوئی دوسری نوکری نہیں ملی تم کو؟'' نرملا دیوی نے اتنا برجستہ کہا کہ بالے منہ تکتا رہ گیا۔

''میں...میرا مطلب ہے کہ پولیس کی نوکری بہت اچھی ہوتی ہے، بہت محنت کا کام ہے۔''

''پر جان کا بہت خطرہ ہے۔تم رشوت لیتے ہو؟''

''نہیں،نرملا دیوی، میں...''

''سب ایسا ہی بولتے ہیں، لیکن میں بولتی ہوں کہ جب رشوت نہیں لیتے تو پولیس کی نوکری سے کیا فائدہ؟ تنخواہ کتنی ہے تمہاری؟''

''نرملا دیوی، میں ایک قتل کے واقع کی تحقیقات کر رہا ہوں،اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوں۔''

''انڈے کھاتے ہو؟'' نرملا نے سادگی سے پوچھا۔

''انڈے؟'' بالے نے حیران ہو کر پوچھا۔''نہیں۔''

''کھایا کرو۔اس سے دماغ میں سوچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔میں بہت کھاتی ہوں اور بہت سوچتی ہوں۔شیلا، صاحب کیلیے چار انڈوں کا آملیٹ لاؤ۔''

''نرملا دیوی، میں آملیٹ نہیں کھاؤں گا، میں بڑے ضروری کام سے آیا ہوں۔''

Akram Allahabadi

"بولو کیا کام ہے؟ شیلا، آملیٹ نہیں بنانا، صرف چائے لاؤ، جلدی۔"

"آپ اپنے ان پڑوسیوں کو جانتی ہیں؟" بالے نے نزہت کے مکان کی طرف کھڑکی میں سے اشارہ کیا۔ نرملا دیوی کا کمرہ پہلی منزل پر تھا اور کمرے کی کھڑکی میں سے نزہت کے مکان کو دیکھا جا سکتا تھا۔ بیچ میں چوڑی سڑک حائل تھی۔ نزہت کے مکان کا پورچ اور برآمدہ، بالائی منزل کے کمروں کی کھڑکیاں وغیرہ یہاں سے صاف نظر آتی تھیں۔ نرملا دیوی سوال سن کر چونکی۔

"نزہت اور اس کا بھائی مسعود؟ ہاں میں جانتی ہوں، کیوں؟"

"تو آپ یہ بھی جانتی ہونگی کہ مسعود کو قتل کر دیا گیا ہے؟"

"قتل؟ ارے ارے تو کیا وہ مر گیا؟"

"ہاں۔ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"اس کی بہن بھی کئی دنوں سے نظر نہیں آ رہی ہے، کیا اسے بھی قتل کر دیا گیا؟"

"جی نہیں۔ میں نے سنا ہے آپ بعض دفعہ رات رات بھر اس کھڑکی کے قریب کرسی رکھ کر بیٹھا کرتی ہیں اور سڑک کو دیکھا کرتی ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"بالکل سچ ہے اور میں آئندہ بھی بیٹھوں گی۔"

"آپ ایسا کیوں کرتی ہیں؟"

"مجھے نیند نہ آنے کی بیماری ہے۔ ڈاکٹر نیند کی گولیاں دیتا ہے تو نیند اور اچاٹ ہو جاتی ہے اور زیادہ گرمی لگتی ہے۔ میرا خیال ہے وہ غلطی سے نیند اچاٹ کرنے کی گولیاں دے دیتا ہے۔ ابھی دو دن پہلے اس نے ایک انجکشن دیا تو میں دو گھنٹے کیلئے سو گئی تھی۔"

"۷ اپریل کی رات کو بھی آپ کھڑکی میں رات بھر بیٹھی تھیں؟"

"ذرا ٹھہریے، ابھی بتاتی ہوں۔"

نرملا اٹھ کر ایک ٹرنک کے قریب گئی اور بالے سوچنے لگا کہ اس سراغرسانی میں بھی

کیسے کیسے بھانت بھانت کے جانوروں سے سابقہ پڑتا ہے۔نرملا ایک ڈائری لے آئی اور اس کے ورق الٹ پلٹ کرنے لگی۔پھر سات اپریل کی تاریخ نکال کر اس پر لکھے ہوئے نوٹ پڑھ پڑھ کر بڑبڑانے لگی۔

''اس ہفتے میں میں اکیس گھنٹے سوئی۔تین گھنٹے فی دن کا حساب پڑتا ہے۔نارمل سے پچاس فیصدی کم۔۷اپریل کی رات، ہاں ٹھیک ہے، میں اس رات کو رات بھر یہیں بیٹھی رہی اور پھر دن کو سوگئی تھی۔''

''آپ نے صبح کے قریب، یعنی صبح چار بجے، یا اس کے بعد، یا اس کے کچھ پہلے کسی آدمی کو نزہت کے مکان میں جاتے دیکھا تھا؟''

نرملا سوچ میں پڑگئی۔اس نے پھر ڈائری میں غور سے دیکھنا شروع کیا، جیسے یہ واقعہ بھی شاید اس نے نوٹ کرلیا ہو۔پھر وہ چونک پڑی۔

''ہاں، دیکھا تھا۔''

''دیکھا تھا؟ کون تھا وہ؟ کیا آدمی تھا؟''

''صبح کے تقریباً ساڑھے چار بجے تھے۔وہ ٹیکسی میں سے اترا اور..''

''ٹیکسی میں سے؟ ٹیکسی کا نمبر کیا تھا؟''

''نمبر مجھے یاد نہیں، ٹیکسی گیٹ کے سامنے آکر رکی۔وہ ایک لمبا کوٹ اور سر پر ہیٹ لگائے ہوئے اترا اور پورچ کی طرف بڑھ گیا۔میں سمجھی کوئی چور ہے۔میں نے جلدی سے ٹارچ نکال کر اس کی طرف روشنی پھینکی۔روشنی کی شعاع اس کے قریب گری۔وہ پلٹا، مجھے اس کا چہرہ صاف نظر نہ آیا، ٹارچ کا مسالہ پرانا ہو چکا تھا، لائٹ بہت مدھم تھی۔جلدی سے اس نے کوٹ کے کالر کانوں پر چڑھالیا اور میں اسے پہچان نہ سکی۔''

''کیا دروازہ کھلا ہوا تھا؟ اس نے بیل نہیں بجائی؟''

''نہیں، دروازہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی کھل گیا۔میں سمجھی مسعود آیا ہے۔وہ کبھی کبھی

بڑی دیر سے آتا ہے۔"

"لیکن وہ تو ٹیکسی میں آیا تھا، مسعود ہمیشہ اپنی گاڑی میں آتا ہو گا۔"

"یہ سب باتیں میرے سوچنے کی نہیں ہیں۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر شاید پندرہ منٹ بعد وہ واپس نکلا، ٹیکسی میں بیٹھا اور واپس چلا گیا۔"

"واپسی پر آپ نے اسے نہیں پہچانا؟"

"نہیں، میں نے ٹارچ نہیں جلائی۔"

"ٹیکسی اتنی دیر باہر کھڑی رہی، آپ کو اس کا نمبر یاد نہیں۔ آدمی اندر گیا اور واپس آیا، آپ نے اسے پہچانا نہیں اور نہ اس واقع کی اطلاع پولیس کو دی۔"

"اوہ، کیا یہ میں نے بہت برا کیا؟"

"جی ہاں۔ اور مسعود کے قتل ہونے پر بھی آپ نے پولیس کو اس واقع کی اطلاع نہیں دی۔"

"جب پولیس کو ایسی معمولی باتیں ہم سے پوچھنی پڑتی ہیں تو آخر وہ خود کیا کرتی رہتی ہے؟"

"خواہمخواہ بحث کرتی ہیں آپ۔ کیا وہ چور نہیں ہو سکتا تھا؟"

"میرا خیال تھا کہ چور ٹیکسی میں نہیں آئے گا اور اگر آ بھی جائے تو ٹیکسی باہر پندرہ منٹ تک کھڑی نہیں رکھے گا۔"

"اچھا اس آدمی کو اگر آپ دیکھیں تو پہچان لیں گی؟"

"ضرور، مگر میں یقین کے ساتھ نہیں۔ پھر بھی ایک جھلک تو اس کے چہرے کی دیکھ بھال کر چکی ہوں، شکل آپ سے ملتی جلتی تھی۔"

"مجھ سے؟"

Akram Allahabadi

"جی ہاں، آپ سے... آپ؟" نرملا نروس ہونے لگی۔

"اور کپڑے کیسے پہنے ہوئے تھا؟"

"سردیوں میں پہنا جانے والا کپڑا، لمبا گرم کوٹ۔ سر پر فیلٹ ہیٹ، سفید۔ اس پر کالی پٹی، چہرہ بالکل آپ سے ملتا جلتا تھا۔ آپ کی ہی عمر ہوگی۔ آپ کا نام کیا ہے؟"

"بالے۔ اچھا میں چلتا ہوں۔"

"آپ ہی تو نہیں تھے؟" نرملا نے خوفزدہ ہو کر پوچھا۔

"نرملا دیوی، میں پولیس کا آدمی ہوں، سارجنٹ بالے۔ نمستے۔"

"نمستے۔"

☆☆☆☆☆☆

بالے آئینے کے سامنے کھڑا ہوا اپنی شکل دیکھ رہا تھا۔

"لطیف۔" اس کے منہ سے نکلا۔ "میری شکل لطیف سے کچھ کچھ ملتی ہے۔ چہرے کا کٹ خاص طور پر ملتا ہے۔" وہ آگے نہ سوچ سکا اور ٹیکسی لے کر سیدھا لطیف کے یہاں پہنچ گیا۔ لطیف گھر پر نہیں تھا۔ ملازم بالے کو پہچانتے تھے۔ وہ لطیف کے کمرے کا دروازہ اپنی چابیوں سے کھول کر اندر پہنچ گیا۔ اس نے یہ ظاہر کیا جیسے وہ لطیف کے انتظار میں ہو اور یونہی ملنے چلا آیا ہو۔ نوکروں کی نظر بچا کر اس نے کپڑوں والی الماری کھولی۔

ایک گرم لمبا کوٹ ہینگر پر نمایاں طریقے سے لٹکا ہوا تھا۔ بالے نے الماری بند کر کے ادھر ادھر نظر ڈالی۔ سفید رنگ کا ہیٹ بھی ہینگر پر موجود تھا اور اس پر کالی پٹی بھی تھی۔

"وہ مارا۔" بالے نے دل ہی دل میں نعرہ مارا اور پھر ایک ملازم کو آواز دی۔

"لطیف کب تک آئے گا؟" اس نے پوچھا۔

"اب آتے ہی ہوں گے۔ آج انھیں بڑی دیر ہوگئی، روزانہ اس وقت تک آجایا

کرتے تھے۔"

بالے سوچنے لگا۔

"ڈاکٹری رپورٹ کا معاملہ تو حل ہو گیا۔لطیف رات کو گیارہ بجے مسعود کے یہاں سے اٹھ کر گیا، پھر وہ ٹیکسی لے کر صبح ساڑھے چار یا پانچ بجے مسعود کے مکان پر گیا، اسے قتل کیا، نرملا دیوی نے اس کی جھلک دیکھی، چہرہ وہ مجھ سے ملتا جلتا ہے، کوٹ اور ہیٹ یہ سامنے رکھا ہے، اب لطیف کے قاتل ہونے میں کیا شک ہے؟ لیکن دروازہ اندر سے کیسے بند ہوا؟ اور لطیف نے مسعود کو کیوں قتل کیا؟ یہ دونوں باتیں خان صاحب کے سوچنے کی ہیں۔میں لطیف کو گرفتار کرلونگا۔کافی شہادتیں اس کے خلاف موجود ہیں، لیکن کیا اس کے یہاں پہنچتے ہی گرفتار کرلوں، یا پہلے خان صاحب سے مشورہ کرلوں...؟"

بالے بڑی دیر تک سوچتا رہا۔اسے اسی ادھیڑ بن میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ اسے کمرے میں بیٹھے بیٹھے تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔

اچانک ایک ملازم، جو ابھی باہر سے آیا تھا، کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا آپ لطیف صاحب کے انتظار میں ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں، کیوں؟ وہ کب آئیں گے؟"

"وہ شہر سے باہر چلے گئے۔"

"کیا؟" بالے کرسی سے اچھل پڑا۔"کب؟ کہاں؟"

"یہ مجھے نہیں معلوم، دو گھنٹے پہلے وہ مجھے راستے میں ملے تھے، مجھے دیکھ کر انھوں نے ٹیکسی روکی اور بتایا کہ اچانک ایک ضروری کام انھیں نکل آیا ہے اور وہ شہر سے باہر جارہے ہیں۔"

"شہر سے باہر آخر کہاں؟"

"یہ انھوں نے نہیں بتایا۔"

Akram Allahabadi

"کس وقت ملے تھے؟"

"اب سے ٹھیک دو گھنٹے پہلے۔"

"ٹیکسی کا رخ کدھر تھا؟"

"ریلوے اسٹیشن کی طرف۔"

بالے نے گھڑی دیکھی اور اسٹیشن کی طرف بھاگا۔ وہاں پہنچ کر اس نے گزشتہ دو گھنٹوں کے اندر گئی ہوئی گاڑیاں نوٹ کیں اور پھر خان کے گھر پہنچ کر پورا واقعہ سنا دیا۔ خان نے اسے کوئی زیادہ اہمیت نہ دی، البتہ اس بات کی تعریف ضرور کی کہ بالے نے کام بڑی محنت سے کیا ہے۔ خان کسی اور ہی ادھیڑ بن میں لگا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

بالے نور نگر کے اسٹیشن پر اترا۔ اٹیچی کیس اور بستر لے کر وہ یہاں سے قریب ترین ہوٹل 'رائل ہوٹل' پہنچا اور ایک فرضی نام سے اس نے ایک کمرہ لے لیا۔ وہ صبح گیارہ بجے تک کھانے سے فارغ ہو گیا اور منیجر سے مل کر اس نے معلوم کیا کہ نئے آدمیوں کیلیے یہاں کوئی گائیڈ مل سکتا ہے یا نہیں۔ منیجر نے کہا کہ پیشہ ور گائیڈ یہاں نہیں ہوتے۔ نور نگر کوئی ایسی اہم جگہ نہیں ہے جہاں سیر کرنے کیلیے آنے والوں کی تعداد زیادہ ہو اور نہ ہی اس قصبے کو کوئی تاریخی اہمیت حاصل ہے۔

"لیکن اس قصبے کو جنگی اہمیت ضرور حاصل ہو گئی ہے۔" بالے نے کہا۔

"جنگی اہمیت؟ میں نہیں سمجھا، مسٹر شریف؟" بالے نے یہاں اپنا نام شریف رکھ لیا تھا۔

"میرا مطلب ہے آپ نے وہ افواہ سنی ہو گی جو حال میں ہی یہاں کے بارے میں مشہور ہو گئی ہے۔"

Akram Allahabadi

"جی، آپ کا مطلب ہے یورینیئم؟"

"جی ہاں۔"

"لیکن صاحب یہ سب ڈھکوسلہ ہے۔ ہمارے ملک کے کسی سائنسدان نے تو اس افواہ کی تصدیق نہیں کی ہے۔"

"ہاں، لیکن اس کے باوجود بعض لوگ گیگر کاونٹر لیے ہوئے یہاں گھومتے دیکھے گئے ہیں۔"

"گیگر کاونٹر؟"

"جی ہاں۔ یہ صندوق نما ایک آلہ ہوتا ہے اور اگر اسے تابکار اشیاء، یعنی یورینیئم وغیرہ کے قریب رکھ دیا جائے تو اس کی سوئی متحرک ہو جاتی ہے۔ اسے یورینیئم کا پتا چلانے کیلیے استعمال کرتے ہیں۔"

"جی ہاں، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں نے اپنے بعض گاہکوں کے ہاتھ میں ایسا آلہ دیکھا ہے۔"

"خوب، کیا آپ کے یہاں حال میں ہی ایک یوروپین لاجکو نامی ٹھہرا تھا؟"

"جی ہاں، وہ تین چار دن پہلے یہاں سے چلا گیا ہے۔"

"وہ بھی شاید یہاں یورینیئم کی تلاش میں آیا تھا؟"

"جی ہاں، اس کے پاس بھی وہی آلہ تھا۔"

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مسٹر لاجکو اب کہاں ملیں گے؟"

"جی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنی تلاش سے مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔"

بالے ہوٹل سے نکلا اور اس نے ایک پولیس اسٹیشن سے پتا چلایا کہ یورینیئم کی تلاش کرنے والے خبطی عموماً کس علاقے میں گھومتے ہیں۔ بالے بھی اس علاقے میں پہنچ گیا۔ دور سے اس نے ایک آدمی کو دیکھا جو سوٹ پہنے اور چشمہ لگائے پہاڑوں کے پتھروں کو ٹٹولتا اور ان

Akram Allahabadi

پر اپنا کیمرہ کاؤنٹر رکھتا ہوا ادھر ادھر گھوم رہا تھا۔ اس کے گلے میں ایک جھولا لٹکا ہوا تھا۔ بالے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا، لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ وہ آدمی اسے دیکھ نہ سکے۔ پہاری پتھروں کی آڑ لیتا ہوا وہ اس آدمی کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ آدمی بالے کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔

"لطیف۔" بالے نے اچانک پکارا۔

"لطیف بوکھلا کر مڑا۔ اس نے بڑا اچھا میک اپ کیا تھا۔ بالے کو دیکھ کر اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ کاؤنٹر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا۔

"ترکیب تو تم نے اچھی نکالی تھی، لطیف۔" بالے نے قریب آ کر بڑے اطمینان سے کہنا شروع کیا۔" آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام۔ پولیس کی نظروں سے بھی بچے رہوگے، کیونکہ تم تو ہنگری کے رہنے والے ایک سائنسدان ہو جو آج کل یہاں یورینیم کی تلاش میں لگے ہو۔ پولیس کا خیال بھی تمہاری طرف نہیں جا سکتا اور اگر اتفاق سے یورینیم کا ذخیرہ ہاتھ آ گیا تو پھر وارے نیارے ہیں۔"

"بالے، میں... میں نے مسعود کو قتل نہیں کیا۔"

"تو پھر تم اس طرح روپوش کیوں ہو گئے؟"

"میرے ہوٹل چلو، میں سب کچھ تمہیں بتا دیتا ہوں۔"

"نہیں، زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم میرے ہوٹل چلو۔"

"اچھی بات ہے، یہی سہی۔"

بالے لطیف کو لے کر رائل ہوٹل آیا۔ لطیف نے کہا۔

"بالے، میں جس وقت رات کو گیارہ بجے مسعود کے پاس سے واپس آیا ہوں اس وقت وہ زندہ تھا۔"

"تم وہاں کیوں گئے تھے؟"

Akram Allahabadi

''تم تو جانتے ہو میں نزہت سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ نزہت کے غائب ہونے کے بعد خان صاحب نے مجھ پر شبہ بھی کیا تھا اور ان کا خیال تھا کہ نزہت کے اغوا میں میرا ہاتھ ہے، حالانکہ میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں خود معلوم کرنا چاہتا تھا کہ نزہت کہاں ہے۔ میرا خیال ہوا کہ شاید وہ اپنے بھائی کو خفیہ طور پر کچھ بتا گئی ہوگی۔ میں اسی خیال سے مسعود سے ملا تھا کہ باتوں باتوں میں اس سے کوئی کام کی بات معلوم کرلوں، لیکن اس سے جو کچھ مجھے اتفاقیہ طور پر معلوم ہوگیا وہ میرے لیے اور بھی برا تھا۔''

''کیا مطلب ہے آپ کا؟''

''مسعود سے مجھے پتا چلا کہ نزہت اکثر افضل سے ملا کرتی ہے۔''

''افضل؟ سی آر کلب کا منیجر؟'' بالے نے حیرت سے پوچھا۔

''جی ہاں، وہی۔''

''وہ تو ایک بدنام اور غنڈہ قسم کا آدمی ہے۔''

''جی ہاں، اور اس سے عموماً وہی لڑکیاں ملتی جلتی ہیں جنھیں وہ اپنی غیر قانونی کارروائیوں میں استعمال کرتا ہے۔''

''اوہ، یعنی یہ معلوم ہونے پر آپ کا دل نزہت کی طرف سے کھٹا ہوگیا اور آپ نے نزہت کو بھی انہیں آوارہ قسم کی لڑکیوں میں گن لیا؟''

''جی ہاں، افضل سے ملنے کی اور کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی۔''

''لیکن اس کا آپ کے روپوش ہوجانے اور یہ ڈھونگ رچانے سے کیا تعلق ہے؟''

''وہی بتا رہا ہوں۔ میں نزہت کی طرف سے بددل ہوچکا تھا اور میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ مجھے اور شاہد دونوں کو الو بنا رہی ہے۔ مجھے اس بات کا بے حد صدمہ ہوا۔ کیونکہ میں نزہت کو بہت چاہتا تھا۔ دوسرے دن صبح کو اس کا بھائی قتل ہوا اور میں نے دیکھا کہ مجھ پر شبہ ہونے کی کئی سبب موجود ہیں تو بے حد پریشان ہوگیا اور سوائے روپوش ہوجانے کے اور کوئی

Akram Allahabadi

بات سمجھ میں نہیں آئی۔ میں وہاں سے بھاگ نکلا۔"

"ایک سوال کا جواب دیجیے۔ کیا رات کو گیارہ بجے مسعود کے گھر سے واپسی کے بعد آپ اس رات دوبارہ اس کے گھر نہیں گئے؟"

"ہرگز نہیں، میں ثابت کرسکتا ہوں۔"

"آپ شاید یہ بھول رہے ہیں کہ آپ اپنا سفید فیلٹ ہیٹ اور اوور کوٹ پہن کر ٹیکسی میں بیٹھ کر رات کے پانچ بجے وہاں پھر پہنچے تھے؟"

"کون کہتا ہے؟" لطیف نے چیخ کر کہا۔

"ایک چشم دید گواہ موجود ہے۔ سامنے کی بلڈنگ میں رہنے والی خبطی عورت نرملا دیوی۔"

"جب آپ اس کو خبطی کہہ رہے ہیں، تو پھر اس کی گواہی کس طرح مستند مانی جاسکتی ہے۔"

"یہ ہم پر چھوڑ دیجیے، مسٹر لطیف۔ چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں۔"

"وہ عورت جھوٹ بول رہی ہے۔ میں گھر آکر سوگیا تھا۔ میں ..."

"مسٹر لطیف، میں آپ کو مسعود کے قتل کے الزام میں گرفتار کر رہا ہوں۔ آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ آپ کو جو کچھ کہنا ہو وہ عدالت میں کہیں۔"

"ایک بات پوچھوں، مسٹر بالے؟"

"پوچھیے۔"

"آپ یہاں تک کس طرح پہنچے؟"

"میرا کام ہی یہی ہے، سراغرسانی۔ مجھے یقین تھا کہ آپ جہاں کہیں بھی ہونگے، آپ اپنے والد کو اطلاع دے کر ضرور گئے ہوں گے اور انھیں اپنے پتے سے لازمی طور پر باخبر رکھا ہوگا۔ یہ بھی یقینی چیز ہے کہ آپ کے والد صاحب آپ کو اس پتے پر ضرور بالضرور خط لکھتے۔

Akram Allahabadi

چنانچہ میں گھنٹوں آپ کے والد بزرگوار کا پیچھا کیا کرتا تھا اور جب کبھی وہ خط پوسٹ کرتے تو وہ خط میں پوسٹ آفس سے نکلوا کر پڑھ لیا کرتا تھا۔ میں نے کئی خانگی خطوط اس سلسلے میں پڑھ ڈالے جس کی میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ بالآخر انھوں نے ایک خط رائل ہوٹل، نور نگر کے پتے پر ایک یوروپین مسٹر لاجکوٹنڈر کو لکھا۔ اس خط کی عبارت بڑی دلچسپ اور مشکوک تھی۔ میرے لیے یہ سمجھ لینا کوئی مشکل نہ تھا کہ مسٹر لاجکوٹنڈر دراصل مسٹر لطیف ہیں۔"

"وہ خط کونسا تھا آپ کے پاس؟"

"جی نہیں، وہ آپ کو مل چکا ہوگا۔ میں نے پتا نوٹ کر کے خط پھر پوسٹ کر دیا تھا۔"

"بہتر ہے، میں آپ کے ساتھ چلنے کیلیے تیار ہوں۔"

"یعنی آپ کو جرم کا اقرار ہے؟"

"ہرگز نہیں، مجھے جو کچھ کہنا ہے وہ عدالت میں کہوں گا۔"

☆☆☆☆☆☆

بالے فاتحانہ انداز سے خان کے کمرے میں داخل ہوا۔

"میں لطیف کو گرفتار کر لایا ہوں، خان صاحب، وہ حوالات میں ہے۔"

"شاباش۔"

بالے نے شروع سے آخر تک لطیف کے بارے میں اپنی تفتیش اور گرفتاری کے حالات سنا دیے۔ پھر بولا۔

"حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ لطیف ہی نے مسعود کو قتل کیا ہے۔ سوال صرف اس کا رہ جاتا ہے کہ لطیف مسعود کو قتل کرنے کے بعد کمرہ اندر سے بند کر دینے میں کس طرح کامیاب ہو گیا؟ یہ معمہ اپنے وعدے کے مطابق آپ حل کر دیجیے۔"

"مسعود کے کمرے کے دروازے کے مقابل والی دیوار میں کھڑکی ہے۔"

Akram Allahabadi

"جی ہاں، ہے۔"

"لطیف مسعود کو قتل کر دیتا ہے، پھر جیب سے ایک لمبی ڈوری نکالتا ہے اور اس کا ایک سرا کھڑکی کے باہر پھینک دیتا ہے اور دوسرا سرا دروازے کی اندر کی بولٹ میں اس طرح سے پھنساتا ہے کہ کھڑکی کے باہر سے ڈوری کھینچ لی جائے تو بولٹ اندر سے بند ہو جاتا ہے اور اسی جھٹکے سے ڈوری بھی بولٹ سے کھل کر علیحدہ ہو جاتی ہے۔ دروازہ اندر سے بند ہو جاتا ہے اور ڈوری اپنی جیب میں واپس رکھ لیتا ہے۔ یہ گرہ لگانے کا کمال ہے اور اس قسم کی گرہیں لگائی جا سکتی ہیں۔"

"معمہ حل ہو جانے کے بعد اتنا آسان ہو جاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ پہلے سے یہ حل خود ہی کیوں سمجھ میں نہ آ گیا۔"

"اگر لطیف کا قاتل ہونا ثابت ہو جائے تو اندر سے دروازہ بند کر دینے کا یہ طریقہ اس گتھی کو حل کر دے گا۔"

"اگر؟ اگر ثابت ہو جانے سے کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"لطیف کے خلاف کوئی راست شہادت موجود نہیں ہے۔ کوئی پکا ثبوت موجود نہیں ہے۔"

"لیکن نرملا دیوی کی گواہی موجود ہے۔ وہ لطیف کو شناخت کر سکے گی۔ یہ تقریباً راست شہادت ہوگی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ نرملا لطیف کو شناخت کرنے کیلیے عدالت میں آ جائے گی؟"

"کیوں نہیں؟ ہم اسے قانوناً بلوا سکتے ہیں۔"

"وہ نہیں آئے گی۔"

"آخر کیوں؟"

Akram Allahabadi

"وہ قتل کر دی گئی۔ تمہارے جانے کے بعد ایک رات جبکہ وہ حسب معمول اپنی کھڑکی میں بیٹھی تھی، کسی نے سڑک پر سے گولی چلا دی جو اس کے سر میں لگی اور وہ مر گئی۔ قاتل کا پتا ابھی تک نہیں چل سکا۔" خان نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ ڈالا اور بالے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

آنکھ مچولی

"آداب عرض ہے، مسٹر افضل۔" خان نے سی۔آر۔کلب کے منیجر کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"آداب عرض خان صاحب۔"

"شکر ہے خدا کا، مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔"

"میں آپ کے یہاں پہنچتے ہی سمجھ گیا تھا فرمایئے؟"

"باتیں ذرا خفیہ قسم کی ہیں، پہلی منزل والے کمرے میں چلیے۔"

"بہتر ہے تشریف لے چلیے۔"

وہ دونوں پہلی منزل والے کمرے میں پہنچ گئے۔

"اب فرمایئے، خان صاحب، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" افضل نے پوچھا۔

"آپ میری عادت اور اصولوں سے واقف ہیں، مسٹر افضل۔ میں جو کچھ پوچھوں براہِ کرم اس کا صحیح اور درست جواب دیجیے اور اگر آپ نے جواب نہ دینا ہو تو صاف انکار کر دیجیے، لیکن جھوٹ ہرگز نہ بولیے۔"

"مجھے منظور ہے۔ آپ جو کچھ پوچھیں گے، میں سچ سچ بتا دونگا۔"

"مس نزہت آپ سے ملنے کیوں آتی تھیں؟"

"ان سے میری دوستی تھی۔"

"کس قسم کی دوستی تھی؟"

"سیدھی سادی، بالکل قانونی اور پاک صاف۔"

Akram Allahabadi

"انھوں نے آپ کے یہاں آنا جانا کب سے بند کر رکھا تھا؟"

"تقریباً چھ سات مہینے سے۔"

"اس سے پہلے وہ برابر یہاں آتی رہتی تھی؟"

"جی ہاں۔ ہفتے میں کم از کم دو بار۔"

"کیا وہ بھی آپ کی آلۂ کار تھی، یا رہ چکی تھی؟"

"جی نہیں، وہ ایک شریف اور باعصمت لڑکی ہے۔"

"پھر وہ اتنی پابندی سے آپ کے پاس کیوں آتی تھی؟"

"میں آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ میری اس سے سیدھی سادی دوستی تھی۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ خان کی نظر اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑی۔ وہ زیرِلب مسکرایا۔ افضل نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"افضل اسپیکنگ۔"

"افضل صاحب، جلدی سے نیچے آجایئے۔ یہاں بڑا ہنگامہ ہو گیا ہے۔ ایک آدمی نے نشے کی حالت میں درجنوں بوتلیں توڑ ڈالیں، ایک ویٹر کو بری طرح مارا ہے، کئی گاہکوں کو آپس میں لڑا دیا ہے۔ آپ فوراً یہاں آجایئے۔"

"آرہا ہوں۔" افضل نے سلسلہ منقطع کر دیا اور بولا۔

"معاف کیجیے گا خان صاحب کلب میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے، مجھے فوراً جانا پڑے گا۔ آپ تشریف رکھیے میں ابھی دس منٹ میں آتا ہوں۔"

"بہتر ہے، لیکن ذرا جلدی تشریف لایئے گا، میں بے چینی سے منتظر ہوں۔"

افضل چلا گیا تو خان نے جیب سے کنجیوں کا گچھا نکالا اور میز کے خانوں، الماری وغیرہ کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کے پاس کافی وقت تھا۔ وہ جانتا تھا کہ افضل کو ابھی اس ہنگامے سے چھٹکارا ملنا مشکل ہے، کیونکہ ہنگامہ کھڑا کرنے والے سے وہ پورا پورا پروگرام طے

Akram Allahabadi

کر چکا تھا۔کلب کا ہنگامہ خان کا سوچا سمجھا پروگرام تھا اور اپنے مقررہ وقت پر شروع کر دیا گیا تھا۔خان تقریباً بیس منٹ تک تلاشی لیتا رہا اور بیس منٹ بعد اسے وہ چیز مل گئی، جسے وہ تلاش کر رہا تھا۔یہ فوٹو پلیٹوں کا ایک سیٹ تھا۔چار سلیٹیں تھیں اور ان کے ساتھ ایک ایک پرنٹ بھی تھا۔

یہ چاروں فوٹوز نزہت اور لطیف کے تھے۔ہر فوٹو میں نزہت اور لطیف ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے یا بیٹھے تھے۔ایک تصویر میں دونوں ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھ رہے تھے اور ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے۔دوسری تصویر میں دونوں ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔تیسری تصویر میں دونوں ایک کھلی کار میں بیٹھے ہوئے تھے اور کار نزہت چلا رہی تھی۔چوتھی تصویر میں نزہت ایک درخت کی شاخ پکڑے کھڑی تھی اور لطیف اسے پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کر رہا تھا۔خان نے تمام تصویریں اور پلیٹیں اپنی جیب میں ڈال لیں اور اطمینان سے افضل کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

"معاف کیجیے گا، خان صاحب، مجھے ذرا دیر ہو گئی۔" افضل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔"

"فرمایئے۔"

"تو آپ اس سے زیادہ کچھ کہنے کیلیے تیار نہیں ہیں کہ نزہت آپ سے صرف دوستی کی وجہ سے ملنے آتی تھی۔"

"جی ہاں۔یہ حقیقت ہے۔"

"بہتر ہے۔بس اب میں چلتا ہوں۔مجھے صرف یہی معلوم کرنا تھا۔اچھا اجازت دیجیے آداب عرض ہے۔"

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

خان اور بالے نزہت کی گمشدگی اور مسعود کے قتل کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ یہ بحث تقریباً دو گھنٹے سے جاری تھی اور بالے خلافِ معمول انتہائی سنجیدگی سے باتیں کر رہا تھا۔ ''میں تو سمجھتا ہوں کہ عدالت لطیف کو سزا دیدے گی۔'' بالے نے کہا۔

''جو مواد ہمارے پاس اس کے خلاف موجود ہے وہ اسے سزا دلوانے کیلیے کافی نہیں ہے۔'' خان نے جواب دیا۔

''کیوں؟ رات کو گیارہ بجے وہ مسعود سے مل کر آیا، پھر کوئی دوسرا آدمی اس سے ملنے نہیں گیا۔ دروازہ اندر سے بند کر دینے کا طریقہ آپ بتا چکے ہیں۔ پھر وہ کوٹ اور فیلٹ ہیٹ۔''

''کوٹ اور فیلٹ ہیٹ والی بات کا کوئی وزن نہیں۔ اگر نرملا زندہ ہوتی اور عدالت میں آ کر گواہی دیتی تب بھی ممکن ہے ملزم کو شک کا فائدہ دیدیا جاتا اب جبکہ وہ قتل ہو چکی ہے، کوٹ اور ہیٹ کا تذکرہ ہی فضول ہے۔ لطیف اگر قاتل ہے تو ہمیں اس کے خلاف اور ثبوت مہیا کرنے ہوں گا۔''

''اور نرملا کا قتل اس وقت ہوا جب لطیف شہر میں نہیں تھا، یہ بڑی مشکل ہے۔''

''مشکل کی کیا بات ہے؟ لطیف قاتل نہیں ہے، قصہ ختم۔''

''لیکن ہم تو اسے الزامِ قتل میں گرفتار کر چکے ہیں۔''

''یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔ لطیف کے خلاف اور ثبوت ملنا چاہیے، اگر وہ قاتل نہیں ہے تو...تو...'' خان اٹھ کر کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ خان نے جلدی سے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''ہیلو، خان اسپیکنگ۔''

''آداب عرض ہے، خان صاحب، میں نزہت بات کر رہی ہوں۔''

''آداب عرض ہے، کہیے مزاج کیسے ہیں؟'' خان نے بالے کو اشارے سے قریب

Akram Allahabadi

بلایا۔

"دعا ہے آپ کی۔"

خان نزہت سے باتیں بھی کرتا جارہا تھا اور ایک ہاتھ سے ایک پرچے پر یہ ہدایت بھی لکھتا جارہا تھا۔

"یہ نزہت ہے، میں اسے دیر تک باتوں میں الجھائے رکھونگا، تم دوسرے فون سے ایکسچینج کو رنگ کرو اور پوچھو کہ مجھ سے کون سا نمبر بات کر رہا ہے۔"

"یہ آنکھ مچولی کب تک کھیلیں گی آپ؟"

"جب تک میں اپنی منزل تک نہ پہنچ جاؤں۔"

"خوب، اور وہ منزل مقصود کیا ہے؟"

"دنیا پر حکومت۔ اور... اس کے بعد..."

"اس کے بعد، یعنی دنیا پر حکومت کے بعد بھی ترقی کی کوئی منزل باقی رہ جاتی ہے؟"

"جی ہاں، کیوں نہیں۔ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔"

"میرا خیال ہے آپ کو بہت جلد کسی دماغی ڈاکٹر سے مل لینا چاہیے۔"

"مشورے کا بہت بہت شکریہ۔ مشورہ مفت ہے یا بل کا انتظار کروں؟"

"بل میں آپ سے خود ہی وصول کرلوں گا۔"

"بڑی خوشی کی بات ہے۔"

"آپ نے مجھے یاد کیسے فرمایا؟"

"مجھے صرف اتنا کہنا تھا کہ آپ کی کار پر جو بم پھینکا گیا تھا اس کا مجھ سے میری ٹیلی فون کال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"اور یہ بات بھی آپ کو شاید بم پھینکنے والے نے بتائی ہوگی؟"

"یعنی؟"

"یعنی یہ کہ میں نے یا بالے نے..."

"یہ آپ نے بہت برا کیا، مسٹر خان۔"

"جی؟ کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"آپ نے میرا نمبر معلوم کرنے کیلیے مسٹر بالے کو بھیج دیا ہے۔ وہ ابھی ابھی کمرے سے باہر نکلے ہیں۔ مجھے پتا تو اسی وقت چل گیا تھا، جب آپ نے پرچہ لکھنا شروع کیا تھا، لیکن خاموش تھی۔ خیر، اب ہماری بات چیت جاری نہیں رہ سکتی، اس لیے کہ میں کنکشن کاٹ رہی ہوں، آداب عرض ہے۔"

سلسلہ منقطع ہو گیا۔

خان کا دماغ قلابازیاں کھانے لگا۔ وہ سناٹے میں بڑی دیر تک ٹیلی فون ریسور کو دیکھتا رہا۔ پھر ریسور کو ہک پر رکھ کر ایک کرسی پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کے دماغ نے سوچنے سے بالکل انکار کر دیا۔ اور وہ سوچتا بھی تو کیا؟ غیب کے علم کا وہ قائل نہ تھا اور شاہد کی داستان کا اسے ذرہ برابر بھی یقین نہ آیا تھا، لیکن اب یہ ٹھوس حقیقت اس کے سامنے تھی کہ نزہت کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ اس نے بالے کو نمبر معلوم کرنے کی ہدایات دی ہیں۔ یہ علم نزہت کو کس طرح ہوا؟ کیا شاہد نے جو کچھ بیان کیا وہ سچ تھا؟ کیا واقعی نزہت کا دماغ عام سطح سے بلند ہے؟ کیا یہ حقیقت ہے کہ اسے اس لڑکی سے ایک دماغی جنگ لڑنی ہے جو ہزاروں سال پہلے کی زبان بول سکتی ہے۔ قدیم تاریخ کے کرداروں کو چلتے پھرتے دیکھتی ہے، چاند کے مردہ آتش فشاں پہاڑوں کو اپنے ہاتھوں سے چھو سکتی ہے، میلوں دور واقع ہونے والے حالات اپنی آنکھ سے دیکھ سکتی ہے۔ کیا ایسے انسان کا وجود ممکن ہے؟ اور اگر ہے تو اس کا وجود قانون، سوسائٹی، ملک اور دنیا پر کس طرح اثر انداز ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا شخص اپنی قوتوں کو استعمال کرنا چاہے تو وہ اس دنیا میں کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ اور نزہت کی باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ان قوتوں کا

Akram Allahabadi

استعمال کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں اس نے کوئی خاص اسکیم بھی بنائی ہے۔اس کی وہ منزل مقصود کیا ہے جہاں وہ پہنچنا چاہتی ہے؟اگر اس نے اپنی ان قوتوں سے کام لے کر غیر قانونی اقدامات شروع کر دیے تو ان کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکے گا؟ یہ مقابلہ بیحد مشکل ہوگا، بلکہ نا ممکن۔مقابلے کی صرف ایک ہی صورت رہ جائے گی، وہ یہ کہ اس کے مقابلے میں بھی ویسا ہی آدمی لایا جائے تو انہیں قوتوں کا مالک ہو۔دنیا پر حکومت سے نزہت کی کیا مراد ہے؟اور وہ دنیا پر حکومت کا مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے، چاہے وہ ناممکن ہی کیوں نہ ہو،لیکن اس کے بعد کی منزلوں کا مفہوم کیا ہے؟ کیا نزہت کو اس کے ارادوں سے باز رکھا جا سکتا ہے؟ کیا ترغیب دینے سے یا سمجھانے بجھانے سے کام چل جائے گا؟ مشکل ہے۔

خان نے سوچنا بند کر دیا اور سگار سلگا کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔تھوڑی دیر کے بعد بالے کمرے میں داخل ہوا۔خان کو معلوم ہی تھا کہ وہ کیا جواب لایا ہے۔

"کیا وہ کنکشن کاٹ چکی تھی؟"بالے نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"میں تو بڑی جلدی رنگ کر چکا تھا،آپ ذرا دیر اور اسے باتوں میں لگا لیتے۔"

"تمہارے یہاں سے جانے کے آدھے منٹ بعد ہی اس نے یہ کہہ کر ٹیلی فون کاٹ دیا کہ اب ہماری گفتگو جاری نہیں رہ سکتی، کیونکہ بالے صاحب میرا نمبر معلوم کرنے کیلیے کمرے سے نکل چکے ہیں۔اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ نے انھیں پرچے پر ہدایات لکھ کر دی ہیں۔"

"خان صاحب، میں جب مذاق کے موڈ میں ہوتا ہوں تو آپ ڈانٹ دیتے ہیں کہ کام کے وقت مسخرا پن نہ کیا کرو۔اب میں بتایئے آپ سے کیا کہوں؟"

"میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے،بالے۔شاہد کا بیان درست معلوم ہوتا ہے۔"

بالے بھی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔دونوں بڑی دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

Akram Allahabadi

"اب کیا ہوگا، خان صاحب؟" بڑی مشکل سے بالے نے کہا۔

"یہی سوچ رہا ہوں۔"

پھر خاموشی طاری ہوگئی جسے ٹیلی فون کی گھنٹی نے توڑا۔ خان نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو، خان اسپیکنگ۔"

"میں نزہت ہوں۔ بالے صاحب واپس آگئے؟"

"جی ہاں، آگئے اور اب انھیں نمبر معلوم کرنے نہیں بھیجوں گا۔"

"میں جانتی ہوں، آپ اتنے بیوقوف نہیں ہیں۔"

"مس نزہت، میں عمر میں آپ سے بہت بڑا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ آپ بزرگوں کا بڑا احترام کرتی ہیں، جیسا کہ پارٹی میں آپ نے اپنے چچا کے تذکرے پر کہا تھا۔"

"میں اپنی گستاخی کی سچے دل سے معافی چاہتی ہوں۔"

"خیر فرمایے کیوں ٹیلی فون کیا تھا؟"

"ایک چھوٹی سی درخواست ہے۔"

"فرمایے۔"

"میری گمشدگی کے بارے میں آپ جو تحقیقات کر رہے ہیں، اس کا سلسلہ ختم کر دیجیے۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ آپ اس میں ناکام ہوں گے۔"

"میں ناکامی کی پرواہ نہیں کرتا۔ میرا کام ہے انجام سے بے نیاز ہو کر اپنی کوششوں کو جاری رکھنا۔ مجھے اس کا بیحد افسوس ہوگا کہ آپ جیسے ذہین آدمی کی صلاحیتیں ضائع ہو جائیں گی اور آپ اپنا وہ قیمتی وقت برباد کر دیں گے جو آپ دوسرے جرائم کی تفتیش میں صرف کرتے۔ میں آپ کی دسترس سے باہر ہوں۔"

Akram Allahabadi

"لیکن آپ کرنا کیا چاہتی ہیں؟"

"میرا ایک پروگرام ہے، میں اس پر عمل کرنا چاہتی ہوں۔ دنیا کی کوئی قوت مجھے اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی۔"

"کیا آپ کا وہ پروگرام غیر قانونی قدامات پر بھی مشتمل ہے؟"

"جی ہاں۔ اس ملک کے قانون کے لحاظ سے میرے بعض اقدامات انتہائی مجرمانہ اور غیر قانونی ہوں گے، لیکن میرے آئین میں وہ اقدامات کوئی جرم نہیں ہیں۔"

"مس نزہت، اب آپ مجھے اپنا مخالف سمجھیں۔"

"خان صاحب، کیا آپ مجھ سے ٹکر لے سکیں گے؟"

"جی ہاں۔ اور مجھے کامیابی بھی ہوگی۔"

"میری قوتوں کا ایک ادنیٰ سا نمونہ دیکھنے کے بعد بھی آپ یہ کہہ رہے ہیں؟"

"مجھے آپ کی قوتوں کی پرواہ نہیں، میں مقابلے کیلیے تیار ہوں۔"

"میرا نیک مشورہ ہے کہ آپ میرے راستے سے ہٹ جائیں۔"

"جب آپ کو اپنی کامیابی کا یقین ہے تو مجھے راستے سے ہٹانے پر آپ کو اتنا اصرار کیوں ہے؟"

"اس لیے کہ میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں۔"

"شکریہ، میں اپنے فرائض کو پس پشت نہیں ڈال سکتا۔"

"آپ کی مرضی۔"

"ایک بات بتا دینا چاہتا ہوں۔"

"فرمایے۔"

"اب آپ کو فضل سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ اب آپ کو بلیک میل نہیں کرسکتا۔ لطیف کے ساتھ آپ کے چاروں فوٹو اور ان کے نگیٹیو پلیٹیں میں اس سے لے آیا

ہوں۔"

"یہ میرے لیے کوئی اہم خبر نہیں ہے، اب افضل ان فوٹوؤں کے ذریعے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"ایک اور بات سن لیجیے۔"

"فرمایے۔"

"آج سے آپ حضور احمد خان کو اپنا..."

"یعنی اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کا دشمن سمجھیے۔"

"میں آپ کے غیر معمولی دماغ کا اپنے اس چھوٹے سے انسانی دماغ کے ساتھ پورا پورا مقابلہ کرنے کیلیے تیار ہوں۔ میں آپ کو سرکاری حیثیت سے وارننگ دیتا ہوں کہ آپ فوراً اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دیں، ایسی صورت میں میں شاید آپ کی مدد بھی کر سکوں، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھیے کہ میرا نام حضور احمد خان ہے۔ اگر آپ اپنے دماغ کی قوتوں کو بڑھا کر ایک مافوق الفطرت منزل پر پہنچا سکتی ہیں تو دوسرا آدمی بھی ایسا کر سکتا ہے اور پھر وہ آپ کا مقابل بن سکتا ہے۔" نزہت خان کے آخری جملے سن کر چپ رہ گئی۔

"آپ نے کوئی جواب نہیں دیا؟" خان نے پوچھا۔

"میں یقین کرتی ہوں کہ آپ کی اس آخری دھمکی کا میرے نزدیک کچھ وزن ہے اور میرے مقابلے کیلیے صرف یہی ایک صورت آپ کے پاس ہے۔"

"مس نزہت، کیا آپ اپنے دماغ سے کام لے کر اپنے بھائی مسعود کے قاتل کا پتا نہیں چلا سکتیں؟"

"میں آپ کی اسی سوجھ بوجھ کی وجہ سے آپ کی عزت کرتی ہوں۔ خان صاحب، میں نے اس رات آپ کو اسی سلسلے میں ٹیلی فون کر کے بلایا تھا۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟"

Akram Allahabadi

""میں جب پارٹی سے اٹھ کر کار میں لطیف کے ساتھ چلی اور جھگڑا ہونے پر لطیف کو کار میں سے اتار دیا اور آگے چلی تو میں نے دیکھا کہ ایک کار بڑی تیزی سے میرے پیچھے چلی آرہی ہے۔ پہلے تو میں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی، لیکن چند لمحوں کے بعد پچھلے کار میں سے میری کار پر فائرنگ شروع ہوگئی۔ میں نے فوراً اپنے ذہن کی پوری قوتوں کو کام میں لا کر اس آدمی کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی، لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے محسوس کیا کہ میرا دماغ بالکل بیکار ہو چکا ہے۔ میں نے اتنا ضرور کیا کہ اپنی دماغی لہروں سے کام لے کر اس کے ہاتھ کو بہکا دیا تاکہ گولیاں کار پر نہ پڑسکیں اور اس طرح میں نے خود کو اور کار کو بچا لیا۔ لیکن آج تک میں یہ نہ سمجھ سکی کہ وہ آدمی کون تھا۔ اسی طرح جب میں مسعود کے قاتل اور نرملا کے قاتل کو اپنے تصور میں لانے کی کوشش کرتی ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دماغ پر بادل چھا گئے ہیں۔ ایک تاریک پردہ پڑ گیا ہے جو میرے ذہن کی آنکھوں کو بند کیے دے رہا ہے۔ جتنا جتنا میں اپنے ذہن پر بار ڈالتی ہوں، اتنا ہی میرا ذہن کند اور دماغ ماؤف ہوتا جاتا ہے۔ باقی کسی بھی مسئلے پر سوچنے میں یہ کمزوری پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن آپ کی کار پر بم پھینکنے والی ہستی، مسعود اور نرمل کو قتل کرنے والی ہستی نہ صرف ایک ہی ہے، بلکہ اتنی پراسرار ہے کہ میرے لیے ایک خطرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں میرے ذہن کو ماؤف کر دینے کی صلاحیت ہے۔ میں آج کل اسی کمزوری کو دور کرنے اور اسی مشکل کا حل نکالنے کیلیے ریاض کر رہی ہوں۔"

""شکریہ، مس نزہت۔ آپ نے بڑے کام کی بات بتائی۔ ممکن ہے میں اس پراسرار ہستی کا پتا چلا کر اسی کو آپ کے مقابلے کیلیے لاؤں۔"

""خان صاحب۔" نزہت زور سے چلائی۔ خان نے اس کی آواز میں خوف کی جھلک نمایاں طور پر محسوس کی۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔ اب اسے اپنے لیے راستہ نکلتا ہوا محسوس ہوا۔

""میں نے پہلی ہی منزل پر آپ کے قدم لڑکھڑا دیے ہیں، مس نزہت۔" وہ ہنستے

ہوئے بولا۔ نزہت نے بغیر جواب دیتے ہوئے سلسلہ منقطع کردیا۔

خان نے بالے کو پوری بات سنادی۔

''یہ پراسرار ہستی کون ہو سکتی ہے؟'' بالے نے پوچھا۔

''وہ جو کوئی بھی ہو، ہماری دوست نہیں ہو سکتی، ہماری مخالف ہوگی۔''

''یعنی ہمیں دو مافوق الفطرت ہستیوں سے مقابلہ درپیش ہے۔''

''ہاں۔''

''اب زندگی کا کچھ لطف آئے گا۔''

''میرا خیال ہے ہمیں اس سلسلے میں شاہد سے کچھ مدد لینی پڑے گی۔''

''میرا بھی یہی خیال ہے۔'' بالے نے بڑے تجربہ کارانداز سے رائے دی۔

''کل صبح شاہد کو میرے گھر پر لاؤ۔''

''بہت اچھا۔''

''بھولنا نہیں۔ آج ہی رات اس سے مل کر پروگرام بنالو۔''

''اطمینان رکھیے۔''

☆☆☆☆☆☆

بالے انتہائی کوشش کے باوجود شاہد سے نہ مل سکا۔ وہ کئی بار شاہد کے گھر پر بھی گیا اور بیسیوں چکر ان ہوٹلوں کے لگائے جہاں شاہد بیٹھا کرتا تھا۔ وہ شاہد کے تمام دوستوں کے گھر بھی ہو آیا، لیکن شاہد اسے کہیں نہ مل سکا۔ رات کے بارہ بجے وہ پھر شاہد کے مکان پر گیا اور وہاں ایک پرچہ چھوڑ آیا جس میں اس نے شاہد کو تاکید کردی کہ صبح آٹھ بجے تک ضرور بالضرور خان صاحب کے گھر پر پہنچ جائے۔ صبح وہ پھر شاہد کے گھر پر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ شاہد رات کو گھر آیا ہی نہیں۔ بالے مجبوراً خان کے گھر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ خان خلاف معمول ابھی تک سویا ہوا ہے۔

Akram Allahabadi

Akram Allahabadi

"تم نے جگایا کیوں نہیں؟" اس نے بوڑھے ملازم سے پوچھا۔

"ہم سے سرکار نے جگانے کیلئے نہیں کہا تھا۔ ہم ان کے حکم کے بغیر انھیں نیند میں سے نہیں جگاتے۔"

"کمرہ کھلا ہوا ہے؟"

"جی ہاں۔"

بالے تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا کمرے کے اندر پہنچا۔ خان بڑی گہری نیند میں اپنے بستر پر پڑا تھا۔ خان کے چہرے پر ایک عجیب قسم کی وحشت تھی۔ بالے پریشان سا ہو گیا۔ اس نے پہلے تو خان کو آوازیں دیں، جب وہ نہ جاگا تو اس نے شانہ پکڑ کر اسے جھنجوڑا۔ خان آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اور بستر پر بیٹھ گیا۔ پہلے اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا پھر بالے کو دیکھا۔ خان کی آنکھوں میں آج ایک نئی وحشت تھی۔ بالے کا دل دھڑکنے لگا۔

"تم کون ہو؟" خان نے بالے سے پوچھا۔

"خان صاحب، میں..." بالے کا دل دھک سے ہو گیا۔

"کون ہو تم؟" خان نے ڈانٹ کر پوچھا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہونے لگیں۔

"میں بالے ہوں، خان صاحب، بالے، آپ کا اسسٹنٹ۔"

"اسسٹنٹ؟" خان نے حیرت کے لہجے میں پوچھا۔ "یہ کیا بلا ہوتی ہے؟"

بالے کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔

"نکل جاؤ میرے کمرے سے۔" خان نے دھاڑ کر کہا۔ "نکل جاؤ، بدمعاش، لفنگا، جلا کر خاک کر دوں گا۔"

"آپ کو کیا ہو گیا ہے، خان صاحب؟" بالے نے بے بسی سے کہا۔

"میں خان صاحب نہیں ہوں۔ میں... میں... میں..."

خان نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ لیے اور بولا۔

"میں... میں... میں کون ہوں؟"

بالے کا جی چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے۔

"میں کون ہوں؟ تم کون ہو؟ بالے....؟ بالے کیا ہوتا ہے؟ یہ جگہ کون سی ہے؟ میں کہاں سے آیا ہوں؟ تم بتا سکتے ہو میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں؟"

"جی ہاں، بتا سکتا ہوں۔ آپ یہاں تھوڑی دیر آرام کریں، میں ابھی آیا۔"

بالے کمرے سے باہر نکلا۔ اس نے دروازہ باہر سے بند کی اور سوچنا شروع کیا۔

"بڑی قیامت ہو گئی، غضب ہو گیا۔ اب کیا ہو گا؟ کیا آئی جی یا ڈی جی کو اطلاع دوں؟ نہیں، خبر باہر پھیل گئی تو قیامت اٹھ کھڑی ہو گی۔ جرائم پیشہ گروہوں اور آدمیوں کے دن پھر جائینگے۔ خان کا پاگل ہو جانا ان لوگوں کے کلیجے ہاتھ ہاتھ بھر بڑھا دیگا۔ جتنے جرائم پیشہ گروہ خان کے خوف سے خاموش ہو چکے ہیں، وہ میدان صاف پا کر پھر سے نکل کھڑے ہو نگے۔ جرائم کا یہ طوفان شہر میں شروع ہو جائیگا۔ یہ آدمی کتنے طوفانوں کو اپنی محض موجودگی سے روکے ہوئے ہے۔ اب ساری ذمے داری مجھ پر ہے۔ سارجنٹ بالے پر۔ مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا۔ کچھ کرنا ہو گا۔"

وہ پھر بوڑھے ملازم کے پاس آیا۔

"رات کو خان صاحب کس وقت گھر آئے تھے؟"

"دس بجے۔"

"پھر انھوں نے کیا کیا کیا؟"

"انھوں نے کھانا کھایا، پھر وہ بستر پر لیٹ گئے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، انھوں نے بڑی دیر تک ٹیلی فون پر باتیں کیں اور پھر اپنی ٹیبل پر کچھ لکھا اور پھر بستر پر جا کر سو گئے۔"

"ٹیلی فون کس کا تھا؟"

Akram Allahabadi

"یہ نہیں معلوم۔"

"باتیں کیا ہوئی تھیں؟"

"یہ بھی ہم نہیں بتا سکتے۔ہیلو کہنے کے بعد وہ صرف ہاں اور ہوں اور اچھا ہی کہتے رہے اور تقریباً دس منٹ تک بات کی۔"

"لکھا کس ٹیبل پر تھا؟"

ملازم نے ٹیبل بتا دی۔بالے نے فوراً ٹیبل کی تلاشی لی اور چند لمحوں کے بعد اسے یہ کاغذ ملا۔خان کی ہی تحریر تھی۔تحریر پڑھ کر بالے کا جی چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے۔وہ بڑی مشکل سے خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔تحریر یہ تھا۔

"میں بھول رہا ہوں۔سب کچھ بھولتا جا رہا ہوں۔ٹیلی فون سے آنے والی نزہت کی آواز دماغ کے پرخچے اڑائے دیتی ہے۔آواز اب تک کانوں میں گونج رہی ہے۔میرا دماغ بیکار ہوتا جا رہا ہے۔بڑی مشکل سے یہ سطریں...اف خدا، میں پاگل ہو جاؤں گا۔بالے کو یہ تحریر ملے تو وہ.."

دروازے پر دھڑ دھڑ شروع ہوئی۔خان اندر سے دروازہ پیٹ رہا تھا۔

"دروازہ کھولو، میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلاؤ۔"

بالے نے جلدی سے ایک گلاس میں پانی لیا اور ایک الماری سے خواب آور دوا کی دو گولیاں نکال کر اس میں حل کر دیں اور دروازہ کھول کر خان کو وہی پلا دیا۔خان کی وحشت کا وہی عالم تھا۔تھوڑی دیر میں خان اونگھنے لگا۔دوا کا اثر ہوتے دیکھ کر بالے نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆

بالے سوچ رہا تھا کہ اگر خان چند الفاظ اور لکھتا تو بڑا اچھا ہوتا۔

"بالے کو یہ تحریر ملے تو وہ..."

Akram Allahabadi

وہ ۔کے بعد خان کیا لکھنا چاہتا تھا؟ وہ اسے کیا ہدایت دے رہا تھا؟ اس تحریر سے دو نتیجے تو صاف نکالے جاسکتے ہیں ۔ایک یہ کہ خان اپنی یادداشت گم ہو جانے کا حادثہ راز میں رکھنا چاہتا تھا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ تحریر لکھنے کی بجائے اپنی ذہن کی حالت کا تذکرہ نوکروں سے کرتا یا کسی ڈاکٹر کو ٹیلی فون کر دیتا ۔ڈاکٹر راشد کو وہ فوراً بلا سکتا تھا، لیکن اس نے صرف یہ تحریر لکھ دی اور ملازموں کو بھی اپنے ذہن پر گزرنے والی کیفیت سے آگاہ نہیں کیا ۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خان اس حادثے کو راز میں رکھنا چاہتا تھا ۔دوسرا نتیجہ بالے نے یہ نکالا کہ خان کے ذہن میں کوئی علاج، کوئی راستہ، یا کوئی موثر اقدام موجود تھا ۔بدقسمتی سے وہ لکھ نہ سکا اور دماغ ان آخری الفاظ تک پہنچ کر بالکل بے کار ہو گیا ۔وہ علاج کیا تھا؟ بالے ڈاکٹر راشد کے پاس پہنچا ۔باتوں باتوں میں اس نے یادداشت کھو جانے کے واقعات کا ذکر چھیڑا ۔ڈاکٹر راشد نے کہا ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں اور لوگوں کی کھوئی ہوئی یادداشتیں واپس بھی آ گئی ہیں، لیکن یادداشت کی واپسی بھی ایک اتفاقی حادثہ ہے ۔ماہرینِ نفسیات یادداشت واپس لانے کیلیے جو طریقے استعمال کرتے ہیں وہ سب ڈھکوسلے ہیں ۔کوئی صدمہ یا کوئی حادثہ یادداشت بھلا دیتا ہے اور اسی طرح کوئی اتفاقی حادثہ یادداشت واپس بھی لے آتا ہے، لیکن یہ ایک اتفاق ہوتا ہے ۔بالکل اتفاق ۔اس کا باقاعدہ علاج نہیں کیا جاسکتا ۔"

بالے مایوس نہیں ہوا ۔

تین دن گزر چکے تھے ۔

بالے نے انتہائی ہوشیاری سے سارا واقعہ راز میں رکھا تھا ۔اور گھر کے ملازموں کو بھی خبر نہ ہونے دی ۔وہ اپنے دماغ کی پوری قوتوں سے کام لیتا رہا تھا ۔خان کا تین دن کے لیے غائب رہنا پولیس افسران کے حلقے میں کوئی خلافِ معمول بات نہ تھی ۔اور پھر بالے کا موقع پر خوبصورت طریقے سے نباہ لینا اور بات بنا دینا بڑا کامیاب ثابت ہوا ۔

خان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی ۔وہ بہکی بہکی باتیں کرنا بند کر چکا تھا ۔

Akram Allahabadi

اوراب خاموش زیادہ رہتا تھا۔ بالے کو وہ بڑی غور سے دیکھتا اوراکثر یہ سوالات کرتا تھا کہ میں کون ہوں؟ میں کہاں ہوں؟ بالے اپنی عقل سے کام لے کر کئی طریقے علاج کیلئے استعمال کیے تھے۔ اس نے یادداشت کھو جانے پر کئی کتابیں پڑھ ڈالیں اور خان کے سامنے طرح طرح کی باتیں کیں۔ ایسی باتیں جن سے وہ چونک اٹھے، جن سے اس کی جرائم دشمن فطرت کو صدمہ پہنچے، لیکن ابھی تک تمام نسخے بیکار ہوئے تھے۔

ایک دن بالے کے دل میں ایک عجیب سا خیال آیا۔ اس نے خان کی وہ تحریر نکالی۔ اس پر اپنے قلم سے یہ الفاظ بڑھا دیے، 'ڈی آئی جی کو اس کی اطلاع کردے'۔

اب خان کی پوری تحریر یہ تھی۔

'میں بھول رہا ہوں۔ سب کچھ بھولتا جا رہا ہوں۔ ٹیلی فون سے آنے والی نز ہت کی آواز دماغ کے پرخچے اڑائے دیتی ہے۔ آواز اب تک کانوں میں گونج رہی ہے۔ میرا دماغ بیکار ہوتا جارہا ہے۔ بڑی مشکل سے یہ سطریں... اف خدا، میں پاگل ہوجاؤں گا۔ بالے کو یہ تحریر ملے تو وہ ڈی آئی جی کو اس کی اطلاع کردے'۔

شروع کی تحریر خان کی تھی اور آخری فقرہ بالے کے خط میں تھا۔ یہ تحریر بالے نے خان کے سامنے رکھ دی۔ خان نے تحریر پڑھی۔ آخری فقرے پر وہ چونکا، پھر وہ تحریر کو بار بار پڑھنے لگا۔ خان کی نگاہیں تحریر پر جم کر رہ گئی تھیں۔ وہ بیسیوں دفعہ شروع سے آخر تک اس خط کو پڑھ چکا تھا اور بار بار بالے کو دیکھتا جاتا تھا۔ تین گھنٹے کے بعد اس نے پنسل اٹھائی اور بالے کا فقرہ کاٹ دیا۔

بالے کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے پھر اس کے آگے ایک اور فقرہ لکھا۔

'کسی ماہر نفسیات سے مشورہ کرے'۔

خان نے یہ فقرہ بھی کاٹ دیا اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر کچھ سوچنے لگا۔

"بالے۔" خان نے نظر اٹھا کر آہستہ سے کہا۔

Akram Allahabadi

"خان صاحب۔" بالے چیخا۔

اس نے تحریر اٹھا کر نیچے لکھا 'حضور احمد خان'، اور تحریر پھر خان کے سامنے رکھ دی۔

خان نے تحریر غور سے دیکھی۔

"ہاں، خان صاحب، آپ حضور احمد خان ہیں اور میں سارجنٹ بالے، آپ کا اسسٹنٹ۔ یہ خط آپ نے لکھا ہے۔ نزہت نے آپ کو ٹیلی فون کر کے آپ کا حافظہ بے کار کردیا ہے۔ آپ اب اس تاریکی سے باہر آرہے ہیں، کوشش کیجیے۔"

"مجھے نیند آرہی ہے، بالے۔" خان نے آہستہ سے کہا اور تکیے پر سر رکھ کر سو گیا۔

☆☆☆☆☆☆

آج اس حادثے کو پانچواں دن تھا۔ خان کو تقریباً سب کچھ یاد آچکا تھا۔ اور اس کے حافظے کی کمزوریاں ختم ہو رہی تھیں۔ بالے اس کے جاگنے کے انتظار میں بستر کے قریب بیٹھا تھا۔

خان کی آنکھ کھلی۔ اس نے فوراً کافی منگوائی اور نزہت کی گمشدگی، نرملا اور مسعود کے قتل سے متعلق فائل طلب کیے۔ بالے کو اب اطمینان ہوا۔

فائلوں کے مطالعے کے بعد وہ بولا۔

"سازش کی کڑیاں مصر سے ملتی ہیں۔ مجھے قاہرہ جانا ہوگا۔"

"قاہرہ؟" بالے نے حیرت سے کہا۔

"ہاں، قاہرہ۔ یہ معاملہ بہت گہرا ہے۔ اب پانچ دن کے باقی حالات جلدی سے سنا دو۔" بالے نے سب کچھ سنا دیا۔

"تم نے جو عقلمندی اور ہوشیاری سے اس معاملے کو سنبھالا ہے، اس کیلیے مجھے تم پر فخر ہے۔ بالے۔" خان نے کہا۔

Akram Allahabadi

''اس کا سہرہ بھی آپ ہی کے سر ہے، خان صاحب۔ آپ کا علاج آپ کی تحریر نے کیا ہے، میں نے نہیں۔ ان چند الفاظ میں آپ میرے لیے جو خفیہ ہدایتیں چھپا گئے تھے، انہیں پر عمل کر کے میں آپ کی یادداشت واپس لا سکا ہوں۔ آپ کی حاضر دماغی نے ذہن کی یادداشت جانے سے پہلے آپ سے یہ چند فقرے لکھوا لیے۔ یہ صرف آپ کا ہی کام تھا۔''

'ٹھیک ہے، لیکن پھر بھی ان ہدایتوں کو سمجھنا، پورے واقع کو راز رکھنا اور پھر تحریر میں میری مرضی کے خلاف غلط جملے بڑھا کر میرے لاشعور کو جھنجوڑنا تمہارا شاہکار ہے۔ مجھے تم پر فخر ہے۔''

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

لندن اور قاہرہ

خان ہوائی اڈے پر کھڑا تھا۔طیارے کی پرواز کا وقت قریب آچکا تھا اور خان بالے کو ہدایات دے رہا تھا۔

"متعلقہ افسران کو میری قاہرہ روانگی کا علم ہے، ان کے علاوہ اور کسی کو یہ نہ معلوم ہونا چاہیے کہ میں کہاں ہوں۔تم میری غیر موجودگی کے دوران میں تحقیقات بالکل ملتوی رکھو۔ میرا اندازہ ہے کہ اب ہمارے پراسرار دوست کو کسی اور قتل کی ضرورت نہ رہے گی۔"

"خان صاحب، ایک عجیب سا خیال میرے ذہن میں چکر لگا رہا ہے۔" بالے نے کہا۔

"وہ کیا؟"

"نزہت نے خود ہی تو یہ پراسرار ہستی ایجاد نہیں کی ہے۔ہوسکتا ہے کہ کار پر بم اسی نے پھینکا ہو، تا کہ آپ راستے سے ہٹ جائیں۔مسعود اور نرملا کا قتل بھی ممکن ہے اسی کا کام ہو۔ نزہت کیلیے یہ سب بہت آسان تھا۔"

"اس نظریے پر بھی میں غور کر رہا ہوں، لیکن جیسا کہ میں تم سے کہہ چکا ہوں اس سازش کی جڑ مصر میں ہے اور یہاں رہ کر مزید تحقیقات سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔"

"سازش سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ کئی دفعہ یہ لفظ استعمال کر چکے ہیں۔"

"یہ سازش ہی ہے۔میں ابھی یہ نتیجہ نہیں نکال سکا ہوں کہ یہ سب ایک ہی آدمی کا کام ہے، یا کوئی گروہ اس میں کام کر رہا ہے۔"

"وہ آدمی یا گروہ چاہتے کیا ہیں؟"

"یہی پتا چلانے میں قاہرہ جا رہا ہوں۔"

Akram Allahabadi

"میں اس دوران میں شاہد سے کچھ پوچھنے کی کوشش کروں؟"

"ہرگز نہیں، لیکن اس سے ملتے ضرور رہو۔افضل کے یہاں سے جو تصویریں لطیف اور نزہت کی میں لایا ہوں یہ تمہارے پاس محفوظ ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"انھیں حفاظت سے رکھو۔امید ہے کہ میں لطیف کے مقدمے کے فیصلے والے دن تک واپس آچکا ہوں گا، لیکن اگر اتفاق سے نہ آسکوں تو تم شاہد کو مقدمے کے فیصلے سے ایک دن پہلے رات کو اس سے مل کر کسی بہانے وہ تصویریں اسے دکھا دینا۔کوشش یہ کرنا کہ شاہد کی نظر اتفاق سے خود ہی ان تصویروں پر پڑ جائے۔اور اسے ایسا محسوس ہو کہ تم یہ تصویریں اس سے چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔وہ تصویریں دیکھ لے گا تو یقیناً تم سے پوچھے گا کہ یہ تصویریں کیسے ملیں اور تم انھیں کیوں چھپا رہے تھے۔اس کے جواب میں تم ٹال مٹول کرنا۔وہ کسی طرح بھی ٹال مٹول نہ کرنے دیگا اور پوچھ کر ہی چھوڑے گا۔تم بڑی مشکل سے اسے بتانا کہ یہ تصویریں ایک بلیک میلر سے ملی ہیں، لیکن افضل کا نام ہرگز نہ بتانا۔شاہد کو یہ سن کر بے حد صدمہ ہوگا۔اس موقع پر تم اس سے ہمدردی کا اظہار کرنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ نزہت کو دل سے چاہتے ہیں اور محبت کے علاوہ اس کی عزت بھی کرتے ہیں، لیکن نزہت کو اس رنگ میں دیکھ کر آپ کو جو صدمہ ہوا ہے اس کا ہمیں افسوس ہے۔ہم اسی وجہ سے یہ تصویریں آپ سے چھپا رہے تھے۔نزہت لطیف کو بہت چاہتی ہے اور اس سے اس کے تعلقات بھی رہ چکے ہیں۔آپ سے محبت کا ڈرامہ وہ نا معلوم کیوں کھیل رہی ہے۔وہ اس پر مشتعل ہو کر تمہیں برا بھلا کہے گا۔تو تم اسے سمجھا دینا کہ جذباتی گفتگو سے کوئی فائدہ نہیں، حقیقت اگر تلخ ہو تو اس کا مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے۔تم اسے سمجھا دینا کہ نزہت کا کردار بڑا پراسرار ہے اور پولیس اس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے۔اتنا کہہ چکنے کے بعد تم اس سے رخصت ہو جانا اور اسے خفیہ طور پر اپنی نگرانی میں رکھنا۔وہ دوسرے دن لازمی طور پر عدالت میں لطیف کے مقدمے کا فیصلہ سننے کیلیے

Akram Allahabadi

آ ئے گا۔پھر تم اطمینان سے تماشا دیکھنا۔" بالے مجسم حیرانگی بنا ہوا ان ہدایات کو اپنے ذہن میں محفوظ کر رہا تھا۔

"کیا آپ کا مطلب ہے کہ شاہد..."

"تفصیلات میں جانے کا وقت نہیں ہے، اب میں چلتا ہوں۔" خان طیارے کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆

مصر کے بڑے اہرام سے دس میل شمال مشرق میں کھدائی کا کام جاری تھا۔ اٹھارویں سلسلے کے بادشاہوں کے محلات اور کتبے اس کھدائی میں بر آمد ہو رہے تھے۔ یہ کام ایک برطانوی عالم مصریات جارج پنکرٹن کی نگرانی میں جاری تھا۔کھدائی میں زیادہ تر خود پنکرٹن کا ذاتی عملہ کام کر رہا تھا۔مزدوروں میں البتہ زیادہ تر مصریوں کی تھی۔پنکرٹن کو مصر کی قدیم تاریخ سے دلچسپی تھی اور اس عہد کے ماہرین مصریات میں پنکرٹن کا نام سب سے پیش پیش تھا۔یہ لکھ پتی مورخ اپنے ذاتی اخراجات پر ہزاروں سال پہلے کی اور کروڑوں ٹن مٹی اور ریت کے نیچے دبی ہوئی تاریخ کھود کھود کر نکال رہا تھا۔کئی سال سے یہ کام جاری تھا اور ابھی کئی سال تک جاری رہنے والا تھا۔اس پراجکٹ کو حکومت مصر کی منظوری حاصل تھی۔

خان کی بین الاقوامی شہرت کی وجہ سے یہاں بھی اس کی حیثیت اجنبی کی سی نہ تھی۔ پنکرٹن سے اس کا تعارف ہو چکا تھا۔خان علیحدہ کھڑا کھدائی کا منظر دیکھ رہا تھا۔اسے قاہرہ پہنچے چوتھا دن تھا اور ابھی کوئی کلیو اس کے ہاتھ نہیں آیا تھا۔

پنکرٹن اپنے ماتحتوں کو ہدایات دے رہا تھا۔خان اس سے تقریباً نصف فرلانگ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ایک انگریز کار میں سے اترا اور پنکرٹن کی طرف بڑھا۔پنکرٹن نے بڑے تپاک سے اس سے مصافحہ کیا اور کچھ باتیں ہوئیں۔دونوں نے مڑ کر خان کو دیکھا اور پھر خان

Akram Allahabadi

کی طرف بڑھے۔خان بھی اخلاقاً ان کی طرف بڑھا۔

"آپ سے ملیے، مسٹر خان۔" پنکرٹن نے نووارد انگریز کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کے ہم پیشہ ہیں، آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔"

"میرے ہم پیشہ؟" خان نے پوچھا۔

گفتگو انگریزی میں ہورہی تھی۔

"جی ہاں، آپ ہیں مسٹر سائمن ڈائل، برطانوی جاسوسی محکمے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغرساں انسپکٹر ڈائل۔ سائمن ڈائل، اور آپ ہیں بمبئی پولیس کے سپر نٹنڈنٹ حضور احمد خان، بین الاقوامی شہرت کے مالک۔"

دونوں جاسوسوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا اور ملاقات پر اظہارِ مسرت کیا۔

تھوڑی دیر کے بعد دونوں سراغرساں ایک ہوٹل میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

"آپ یہاں کس سلسلے میں تشریف لائے ہیں؟" خان نے پوچھا۔

"مجھے حکومتِ مصر کے محکمۂ سراغرسانی نے بلوایا ہے۔ اسکاٹ لینڈ سے میری خدمات مستعار لی گئی ہیں۔"

"کیا مزید تفصیلات پوچھنے کی جرأت کرسکتا ہوں؟" خان نے پوچھا۔

"ضرور ضرور، آپ سے کہہ دینے میں بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ اس پراجکٹ کے ڈائرکٹر مسٹر پنکرٹن اور حکومت مصر سے معاہدہ ہوا ہے کہ جو بھی خزانے یا نوادرات یا کتبے اور ممیاں وغیرہ اس کھدائی میں برآمد ہونگی وہ حکومت مصر کی ملکیت ہونگے پنکرٹن ان کی تصاویر حاصل کر سکے گا یا نقلیں تیار کروا سکے گا۔ مصر کے ایک قدیم بادشاہ پِپی (پے پی) کا خزانہ برآمد ہوا تھا۔ خزانے میں علاوہ دوسرے جواہرات کے سونے کی سلاخوں سے بھرا ہوا ایک ٹرنک بھی تھا۔ یہ ٹرنک غائب ہوگیا اور حکومت مصر کو شبہ ہے کہ پنکرٹن نے خود غائب کرایا ہے۔ اس شبے کا اظہار نہیں کیا گیا ہے اور میں اسی سلسلے میں تحقیقات کررہا ہوں۔"

Akram Allahabadi

"کیا ابھی تک اس بارے میں کوئی کلیو ملا ہے؟"

"جی ہاں، اس دو ہفتے میں میں کافی تحقیقات کر چکا ہوں۔ٹرنک عبدالمسیح نام کے ایک مصری عیسائی نے چرایا ہے اور وہ روپوش ہے۔"

"عبدالمسیح یہاں کیا کرتا تھا؟" خان نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا۔

"تاریخ کا اسکالر تھا۔مصر کی قدیم زبان جو تصویروں میں لکھی جاتی تھی، یعنی ہیرو غلفی، اس کا ماہر تھا۔اس سے ہیرو غلفی کی اکثر تحریریں پڑھوائی گئی تھیں۔"

"کیا اس پراجکٹ پر اس کا آنا جانا تھا؟"

"جی ہاں۔کھدائی میں ہیرو غلفی کا ایک طویل کتبہ برآمد ہوا تھا۔وہ ایسی ہیرو غلفی تھی کہ پنکرٹن بھی اسے نہ پڑھ سکا، حالانکہ پنکرٹن ہیرو غلفی پر کتابیں لکھ چکا ہے۔پنکرٹن نے عبدالمسیح کی شہرت سن کر اسے یہ تحریر پڑھنے کیلیے بلوایا تھا۔عبدالمسیح نے ایک ہفتے کی محنت میں تحریریں پڑھیں۔عین اسی دن جس دن عبدالمسیح نے ہیرو غلفی کا انگریزی ترجمہ پنکرٹن کو دیا، پے پی کے مقبرے سے سونے کا ٹرنک برآمد ہوا۔عبدالمسیح نے بھی وہ ٹرنک دیکھا۔دوسرے دن ٹرنک اور عبدالمسیح دونوں غائب تھے۔"

"خوب تو اب مسئلہ صرف عبدالمسیح کی تلاش کا رہ گیا ہے؟"

"جی ہاں۔"

"آپ تو حکومتِ برطانیہ کے ملازم ہیں؟" خان نے بے ربط سا سوال کیا۔

"جی ہاں۔کیوں...؟" سائمن ڈائل نے ذرا تعجب سے پوچھا۔

"کچھ نہیں، میں سمجھا تھا کہ شاید آپ سرکاری کام کے ساتھ ساتھ پرائیوٹ کام بھی اجرت پر لے سکتے ہیں۔"

"جی ...؟" سائمن ڈائل نے ذرا تیز لہجے میں کہا۔"میں سمجھا نہیں آپ کا مطلب۔"

Akram Allahabadi

"جانے دیجیے، یونہی باتوں میں سے ایک بات نکل آئی تھی۔"
"کوئی بات نہیں۔ آپ کس سلسلے میں یہاں آئے ہیں، مسٹر خان؟" ڈائل نے پوچھا۔
"میں عبدالمسیح کی تلاش میں آیا ہوں۔" خان نے انتہائی سادگی سے جواب دیا۔
سائمن حیرت سے اس کا منہ تکنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

خان نے اپنے ہوٹل میں واپس آکر چائے منگوائی۔ آرام کرسی پر بیٹھ کر اس نے لندن کے اخبار ٹائمز کی ایک کاپی اٹھائی، جو تین دن پرانی تھی۔ اس کی نظریں اس سنسنی خیز خبر پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ خبر پڑھتا جاتا تھا اور مسکراتا جاتا تھا۔
"شہر کے مختلف حلقوں میں اس خبر سے بڑی سنسنی پھیلی ہوئی ہے کہ پبلشروں کی مشہور فرم کارٹر اینڈ کارٹر کے ڈائرکٹروں کو ایک اہم تاریخی دستاویز کا خفیہ سودا کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ دستاویز حاصل کرنے کیلیے دس لاکھ پونڈ کی پیشکش کی تھی۔ اس مصری نے خود ہی فرم والوں کو اطلاع دی تھی کہ اسے اتفاقاً ایک اہم تاریخی دستاویز ہاتھ آگئی ہے اور وہ اسے فروخت کرنے پر تیار ہے۔ مسٹر جان کارٹر جو فرم کے چیئرمین ہیں خود قاہرہ جا کر اس مصری سے ملے۔ مصری نے دستاویز انھیں دکھائی۔ مسٹر کارٹر نے وعدہ کیا کہ وہ لندن سے دس لاکھ پونڈ لے کر آئیں گے اور سودا پکا سمجھا جائے۔ مسٹر کارٹر رقم لے کر قاہرہ واپس گئے تو وہ مصری عیسائی لاپتا ہو چکا تھا۔"
"یہ سودا چونکہ خفیہ اور غیر قانونی تھا، اس وجہ سے یہ گرفتاریں عمل میں آئی ہیں۔ اس سلسلے میں سنسنی خیز تحقیقات ہو چکی ہے جو رفتہ رفتہ منظرِ عام پر لائی جائے گی۔"
خان نے فوراً لندن روانگی کیلیے انتظامات شروع کر دیے اور چند گھنٹوں کے بعد وہ

لندن کی طرف پرواز کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

خان نے جماہی لی۔اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ایک دفتر میں بیٹھے بیٹھے اسے کئی گھنٹے گزر چکے تھے اور وہ اچھی طرح بور ہوا تھا۔آٹو گراف لینے والوں سے پیچھا چھوٹا تو یہاں رپورٹروں کی فوج نے اسے گھیر لیا تھا۔اسکاٹ لینڈ یارڈ کے کئی سراغرسانوں نے اس سے گفتگو کی تھی اور چیف کانسٹیبل سے مسلسل ایک گھنٹہ تبادلۂ خیالات ہوا تھا۔

سارجنٹ بلیک بالآخر خان کے پاس پہنچا۔

"رپورٹ تیار ہو گئی، مسٹر خان۔" اس نے ٹائپ کیے ہوئے کچھ کاغذ خان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر بلیک۔"

"آپ کو بہت انتظار کرنا پڑا۔"

"کوئی بات نہیں، میں آپ لوگوں کے تعاون کا ممنون ہوں۔"

خان افسروں سے رخصت ہوا اور اپنے ہوٹل پہنچ کر اس نے رپورٹ پڑھنی شروع کی۔رپورٹ یہ تھی:

"اسکاٹ لینڈ یارڈ کو اطلاع ملی کہ کارٹر اینڈ کارٹر پبلشرس کا ڈائرکٹر دس لاکھ پونڈ بینک سے نکلوا کر کیس کی صورت میں قاہرہ گیا۔چونکہ یارڈ کو کارٹر اینڈ کارٹر کے بارے میں پہلے سے شبہ ہے اور شکسپیئر کے اوتھیلو کے پہلے ایڈیشن کی چوری میں کارٹر اینڈ کارٹر کا ہاتھ ثابت ہو چکا ہے، اس وجہ سے مسٹر جارج کارٹر کی اس حرکت کو بھی شبہے کی نظر سے دیکھا گیا۔بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ قاہرہ میں جان کارٹر نے عبدالمسیح نام کے ایک مصری عیسائی سے ایک تاریخی دستاویز کی خرید کا معاہدہ کیا تھا اور عبدالمسیح نے دس لاکھ پونڈ بطور قیمت طلب کیے

Akram Allahabadi

تھے۔اسی دوران میں کارٹر اینڈ کارٹر کے ڈائرکٹروں نے قدیم زبان پر پڑھنے والے تین ماہرین کی خدمات طلب کی تھیں اور انھیں معقول معاوضے کی پیشکش کی تھی۔ان ماہرین کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ ڈائرکٹروں نے ان لوگوں کو سیتھی زبان کا ایک معمہ حل کرنے کیلیے اخراجات دینے کا وعدہ کیا تھا۔سیتھی زبان دنیا کی وہ قدیم زبان ہے جو ابھی تک پڑھی نہیں جا سکی۔اس زمانے میں حکومتِ مصر نے یارڈ کے ایک اچھے سراغرساں کی خدمات طلب کیں۔ کیونکہ وہاں مسٹر جارج پنکرٹن ماہر آثارِ قدیمہ مصریات کی نگرانی میں ہونے والی کھدائی کے دوران میں ایک سونے کی سلاخوں کا ٹرنک برآمد ہوا تھا اور دوسرے دن ٹرنک غائب ہوگیا تھا۔ ٹرنک کے غائب ہونے میں خود پنکرٹن کو بھی شریک سمجھا جا رہا تھا۔

لیکن یارڈ کے انسپکٹر سائمن ڈائل کی تحقیقات سے پتا چلا کہ چوری کا ذمے دار عبدالمسیح ہے، جو ہیروغلفی کا ایک کتبہ پڑھنے کیلیے بلایا گیا تھا اور ٹرنک غائب ہوجانے والے دن خود بھی غائب ہوگیا تھا۔

سائمن ڈائل کی تازہ ترین رپورٹ سے پتا چلتا ہے کہ عبدالمسیح جس ہوٹل میں ٹھہرا تھا، اسی ہوٹل میں ایک خوبصورت ہندوستانی لڑکی تین دفعہ اس سے ملنے آئی تھی۔لڑکی کا نام نہیں معلوم ہوسکا ہے۔"

"ان واقعات سے حسبِ ذیل نتائج اور سوالات پیدا ہوسکتے ہیں":

۱) تاریخی دستاویز غالباً سیتھی زبان میں تھی اور اسی وجہ سے کارٹر اینڈ کارٹر نے قدیم زبانوں کے ماہرین سے سیتھی زبان پر ریسرچ کرنے کی فرمائش کی تھی۔

۲) جارج کارٹر کے قاہرہ پہنچنے سے پہلے عبدالمسیح غائب کیوں ہوگیا؟ دس لاکھ پونڈ اس نے کیوں چھوڑ دیے؟

۳) کیا وہ دستاویز عبدالمسیح کے پاس سے بھی چوری ہوگئی تھی؟ اور کیا اس ہندوستانی لڑکی کا بھی اس میں ہاتھ تھا؟

۴) دستاویز عبدالمسیح کو کہاں سے ملی؟ کیا کھدائی کے دوران میں ملی تھی؟ کیا عبدالمسیح نے سونے کا ٹرنک اور دستاویز دونوں خود ہی غائب کیے تھے؟

۵) دستاویز انتہائی قیمتی تھی، کیونکہ کارٹر والے دس لاکھ پونڈ اس کیلیے ادا کر رہے تھے۔دستاویز کی نوعیت کیا تھی؟''

خان نے پوری رپورٹ دو دفعہ پڑھی اور پھر جیب میں رکھ کر سگار سلگا لیا۔معمہ سلجھتا جاتا تھا، لیکن سلجھے ہوئے حصے میں نئی نئی گرہیں بھی نکل رہی تھیں۔خان نے ہندوستان واپس آنے کی تیاری شروع کر دی

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

شکستِ فاش

آج لطیف پر الزامِ قتل کا فیصلہ ہونے والا تھا۔عدالت میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ خان، بالے، شاہد، ہنس راج اور ڈاکٹر راشد سب ہی موجود تھے۔دفاع اور سرکاری وکیل دونوں اپنی اپنی زور آزمائی کر چکے تھے اور اب فیصلہ سنایا جانے والا تھا۔لطیف ملزم کے کٹہرے میں خاموش کھڑا تھا۔

فیصلے کے بارے میں لوگ طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔بعض کا خیال تھا کہ قتل ثابت نہیں ہے۔ملزم کو شک کا فائدے میں رہا کر دیا جائے گا۔بعض کا خیال تھا کہ ثبوت کیلیے جو شہادت پیش کی گئی ہے وہ بہت کافی ہے۔

جج فیصلہ سنانے کیلیے تیار ہوا۔عدالت میں مکمل سناٹا چھا گیا۔صرف سانسیں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

''ٹھہریے، مائی لارڈ۔'' ایک آواز نے عدالت کو چونکا دیا۔سینکڑوں آنکھیں آواز کی سمت گھوم گئیں۔

یہ شاہد کی آواز تھی۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھ گیا۔

''لطیف کو چھوڑ دیجیے، وہ بے گناہ ہے۔''

''تمہارا اس مقدمے سے کیا تعلق ہے؟'' جج نے پوچھا۔

''بہت گہرا تعلق ہے، مائی لارڈ۔میں قاتل ہوں۔مسعود کو میں نے قتل کیا ہے۔''

حیرت و استعجاب کی کئی چیخیں عدالت میں سنائی دیں۔کھسر پھسر چاروں طرف شروع ہوگئی۔لحہ بہ لحہ شور وشغب میں تبدیل ہونے لگی۔دونوں وکیل ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔بالے نے خان کو دیکھا۔خان مسکرا رہا تھا۔لطیف کی حیرت کے مارے سانس رک

Akram Allahabadi

رہی تھی۔جج نے آرڈر آرڈر کہہ کر سب کو خاموش کیا۔

"مگر آپ کس طرح قاتل ہو سکتے ہیں۔رات کو مقتول کے پاس سے جب آپ واپس آئے تو ملزم اس سے ملنے گیا اور اسے زندہ پایا۔صبح۔۔"

"میں سب بتاتا ہوں، سنیئے۔"

سب کے کان اس کی آواز پر لگ گئے۔

"مجھے مسعود مرحوم کی بہن نزہت سے محبت تھی اور نزہت بھی ظاہراً مجھے چاہتی تھی۔ اس نے میری محبت کا جواب محبت میں دیا تھا۔اور وہ مجھ سے شادی کرنے پر تیار تھی، لیکن مسعود اس شادی کی راہ میں حائل تھا۔وہ اس کا بڑا بھائی تھا اور نزہت بغیر اس کی رضامندی کے مجھ سے شادی نہیں کر سکتی تھی۔میں نے مسعود کو سمجھانے اور اپنے خلوص کا پورا یقین دلانے کی انتہائی کوشش کی، لیکن وہ ناکام ثابت ہوئی۔اور مسعود میرے اور نزہت کے درمیان سے ہٹ جانے پر تیار نہ ہوا۔

ادھر نزہت کے ذہن میں کچھ دن سے عجیب وغریب قسم کی تبدیلیاں ہو رہی تھیں۔ وہ اپنے ذہن اور دماغ کو مافوق الفطرت سمجھنے لگی تھی۔اپنی اس صلاحیت کا اس نے میرے سامنے مظاہرہ بھی کیا۔میں اس کے رویے سے بہت خائف تھا اور چاہتا تھا کہ وہ جلد از جلد مجھ سے شادی کرے تاکہ وہ امورِ خانہ داری میں مصروف ہو جائے اور اپنے دماغ کی بلندی کا خبط بھلا دے۔اپنے دماغ کی برتری کے بارے میں اس کا خیال بالکل صحیح تھا اور میں نے اس کے مظاہرے بھی دیکھے تھے۔لیکن میں چاہتا تھا کہ نزہت اس بلندی سے عام انسانوں کی سطح پر واپس آجائے تاکہ شادی کے بعد مجھے اسکے سامنے اپنی کمتری اور بے بسی کا احساس نہ ہو۔"

"ایک رات نزہت نے تذکرہ کیا کہ وہ اپنے چچا سے ملنے الہ آباد جا رہی ہے اور تقریباً ایک ماہ بعد لوٹے گی۔اسی رات کو وہ گھر پہنچی، لیکن دوسرے دن سے اب تک غائب ہے۔مجھے اس سلسلے میں مسعود پر شبہ ہوا۔چنانچہ میں اس مسئلے کا ہمیشہ کیلئے تصفیہ کرنے کی غرض

Akram Allahabadi

سے رات کو اس سے ملنے گیا۔وہاں اس نے نزہت کے بارے میں مجھے چند ایسی باتیں بتائیں جو اس وقت نہ صرف مجھے غلط معلوم ہوئیں، بلکہ انھیں سن کر میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔یہ باتیں نزہت کے کردار سے متعلق تھیں۔میں نے نتیجہ نکالا کہ مسعود مجھے نزہت سے نفرت دلانا چاہتا ہے اور اس وجہ سے نزہت کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔میں نے یقین کرلیا کہ جب تک مسعود زندہ ہے، اس وقت تک نزہت سے میری شادی ہونا ناممکن ہے۔نزہت اپنے بڑے بھائی کی مرضی کی اتنی پابند کیوں تھی، اس کی وجہ چند خانگی مسائل تھے جن پر میں روشنی نہیں ڈالوں گا۔ان حالات کا زیر بحث مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

''مجھے مسعود گفتگو کے دوران میں یہ بتا چکا تھا کہ لطیف بھی اس سے ملنے کیلیے آنے والا ہے۔لطیف میرا رقیب تھا اور یہ بات میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا کہ مسعود چاہتا ہے کہ لطیف اور نزہت کی جلد از جلد شادی ہوجائے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ لطیف اور نزہت کے تعلقات کا مسعود کو علم ہو گیا تھا۔''

''یہ غلط ہے، جھوٹ ہے۔نزہت سے میرے تعلقات بالکل پاک اور باعزت تھے۔''لطیف ملزم کے کٹہرے سے چیخا۔

''ابھی تم خاموش رہو، تمہیں بیان دینے کا پورا موقع دیا جائے گا۔'' جج نے لطیف سے کہا۔شاہد نے اپنا بیان پھر شروع کیا۔

''مسعود مرحوم نے مجھ سے یہ بیان کیا تھا کہ نزہت اور لطیف کی دوستی اپنی حدوں سے بہت آگے بڑھ چکی ہے۔مجھے اس وقت یقین نہ آیا تھا، لیکن مسعود کو یقین تھا اور اسی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ لطیف اور نزہت کی شادی ہوجائے۔''

''میرے سامنے ایک بڑا اچھا موقع تھا۔میں نے مسعود کو قتل کر دینے اور قتل کا شبہ لطیف پر ڈال دینے کی ایک اسکیم بنائی۔میری جیب میں خواب آور ویرونال کی کئی ٹکیاں پڑی ہوئی تھیں، جو میں نرملا دیوی کی فرمائش پر خرید کر لایا تھا۔میں نے مسعود کی آنکھ بچا کر یہ ٹکیاں

Akram Allahabadi

اس کی چائے کی پیالی میں ملا دیں اور اپنے گھر واپس آ کر سو گیا۔ صبح مسعود کی خادمہ نے مجھے جگایا۔ مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ یہی ہونے والا ہے۔"

"ویرونال انتہائی سخت قسم کی خواب آور دوا ہے اور اتنی غافل نیند لاتی ہے کہ انتہائی شور اور غوغا سے بھی آنکھ نہیں کھلتی۔ میں جانتا تھا کہ ملازمہ بہت بزدل اور نروس ٹائپ کی ہے۔ صبح دروازہ اندر سے بند ہونے اور پیٹنے پر بھی نہ کھلنے پر وہ گھبرا جائے گی اور لازمی طور پر سیدھی میرے گھر آئے گی، کیونکہ میں ہی مسعود کا واحد دوست ہوں جو پڑوس میں رہتا ہوں۔ میں نے ایک بلیڈ اپنے ساتھ رکھ لیا اور ملازمہ کے ساتھ مسعود کے کمرے پر پہنچا۔ دروازہ پیٹا اور توڑ ڈالا۔ ملازمہ کو میں نے باہر ہی روکا اور جھپٹ کر مسعود کے بستر کے پاس پہنچا۔ ملازمہ پہلے ہی سے گھبرائی ہوئی تھی۔ اس نے میری حرکات وسکنات کو غور سے نہیں دیکھا۔ مسعود غافل سو رہا تھا۔ میں نے بلیڈ کے ایک جھٹکے میں مسعود کا کام تمام کر دیا اور چیخ مار کر کرسی پر گر پڑا۔ ملازمہ اندر آئی تو مسعود دم توڑ چکا تھا۔ تازہ خون دیکھ کر میرے اوپر شبہ کرنا ملازمہ کے دماغ سے بہت اونچی چیز تھی۔ میں نے قتل کر دیا تھا اور میری بے گناہی کا بھی ثبوت عدالت کیلئے تیار ہو چکا تھا۔ آج تک میں خاموش تھا، قانون کی نظریں مجھ تک نہیں پہنچی تھیں اور میرے رقیب لطیف پر مسعود کے قتل کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا، لیکن کل رات مجھے پتا چلا کہ مسعود نے نزہت کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا، وہ بالکل صحیح تھا۔ مجھے کل رات اس کا ثبوت مل گیا۔ نزہت اور لطیف کے تعلقات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، اس لیے میں آج اقبالِ جرم کر رہا ہوں۔ میں اپنے آپ کو اس بات کی سزا دے رہا ہوں کہ میں نزہت کا دل کیوں نہ جیت سکا۔ میں لطیف پر سے یہ الزام ہٹا رہا ہوں تاکہ وہ آزاد ہو جائے اور نزہت اس سے شادی کر لے۔ میں نے نزہت کی خاطر ہی قتل کیا تھا اور اب نزہت کی خوشی کیلیے ہی اقبالِ جرم کر کے اپنے رقیب کو بچا رہا ہوں۔"

"میں نے یہ بیان بہ حضور ہوش وحواس و بلا جبر و کراہ دیا ہے۔ میں مسعود کا قاتل

ہوں اور اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرتا ہوں۔ اپنے جرم کی سزا بھگتنے کیلیے میں تیار ہوں۔"

شاہد کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور لطیف کو رہا کر دیا گیا۔ شاہد حوالات جانے سے پہلے خان سے مخاطب ہوا۔

"اپنی سراغرسانی کی شکست آپ نے ملاحظہ فرمائی؟ میں نے مسعود کو قتل اپنی ہوشیاری اور پیش بندیوں کے ساتھ کیا تھا کہ آپ مجھے گرفتار نہیں کر سکتے تھے۔ میری بے گناہی کا پختہ ثبوت موجود تھا۔ خان صاحب، آپ کو ماننا پڑے گا کہ ایسے مجرم موجود ہیں جو آپ کی تحقیقات کو بھی نیچا دکھا سکتے ہیں۔ میں اس کی زندہ مثال ہوں۔ آپ کا ہاتھ مجھ تک نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ حالات نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں اقبالِ جرم کرلوں، اس کا آپ کی تحقیقات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

خان یہ تقریر سن کر مسکرایا اور بولا۔

"شکست آپ کی ہوئی، مسٹر شاہد۔ کل رات بالے نے وہ تصویریں آپ کو میری ہدایت پر عمداً دکھائی تھیں۔ مجھے بہت پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ قاتل ہیں۔ نزہت اور لطیف کے تعلقات بالکل پاک ہیں۔ وہ تصویریں جعلی ہیں۔ نزہت اور لطیف کی الگ الگ تصویروں کے نگیٹیو ایک ساتھ ملا کر پرنٹ کیے گئے ہیں۔ پس منظر کو بڑی ہوشیاری سے وہی بچھ دیا گیا ہے۔ میں آپ کی ہوشیاری کی ضرور داد دونگا۔ میرے پاس سوائے اس کے کوئی طریقہ آپ کو گرفتار کرانے کا نہ تھا کہ آپ خود ہی اقبالِ جرم کر کے خود کو قانون کے حوالے کر دیں۔ میں نے وہ طریقہ نکال لیا۔"

شاہد کی سانس جہاں کی تہاں رک گئی۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اسے سکتہ سا ہو گیا اور جب کانسٹیبل نے اسے ٹھوکا دیا، تب وہ آہستہ آہستہ حوالات کی طرف بڑھا۔

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

رات کا وقت تھا۔ پارٹی لطیف کی طرف سے اس کی رہائی کی خوشی میں دی گئی تھی۔ پارٹی میں پہنچنے سے پہلے خان بالے کو ہدایت کر چکا تھا کہ گفتگو کے دوران اگر کوئی شخص نزہت کی مافوق الفطرت دماغی قوتوں یا اس کی گمشدگی کے بارے میں کوئی سوال کرے تو اسے گول کر دیا جائے، البتہ مسعود کے قتل کے بارے میں جو بھی سوالات ہوں، ان کے جواب دیے جائیں گے۔

پارٹی میں خان، بالے، لطیف، ڈاکٹر راشد، ہنس راج اور لطیف کے کئی دوست شریک تھے۔ سب کھانے وغیرہ سے فارغ ہو چکے تھے اور موجودہ سیاسی صورتِ حال پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ابھی مسعود کے قتل کا موضوع زیرِ بحث نہیں آیا تھا، لیکن ہر شخص یہ موضوع چھیڑنے کیلیے بے چین تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ ابتدا کسی اور کی طرف سے ہو جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔

"جو ہوا سو ہوا، لیکن مجھے شاہد کی طرف سے یہ امید نہ تھی۔" لطیف نے آخر ابتدا کر ہی دی۔

"شاہد تو ایک بیحد قانون پسند اور بے ضرر قسم کا آدمی سمجھا جاتا تھا۔" لطیف کے ایک دوست نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ کا خیال۔" خان نے کہنا شروع کیا۔ "وہ حقیقت میں ایک قانون پرست اور مرنجاں مرنج قسم کا آدمی تھا، لیکن ایک بات میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، سوچ کر جواب دیجیے گا۔"

سب خان کا سوال سننے کیلیے ہمہ تن گوش ہو گئے۔

"اگر ایک انتہائی ایماندار آدمی کو جو اوسط طبقے کا ہو دس روپیہ یا پچاس روپیہ اس طرح سے چرا لینے کا موقع ملے کہ اس پر شبے کا سوال بھی نہ پیدا ہو تو وہ یہ روپیہ ہرگز نہ چرائے گا اور اپنی ایمانداری کو ثابت کرنے کیلیے اور اپنے ضمیر کو خوش کرنے کیلیے روپیہ اصل مالک کو

Akram Allahabadi

واپس کر دے گا، لیکن اگر اسی شخص کو دس ہزار یا پچاس ہزار روپے انہیں حالات میں چوری کرنے کا موقع مل جائے تو وہ کیا کرے گا؟"

"صاف چرا لے جائے گا۔" ڈاکٹر راشد نے کہا۔

"کم از کم اس کی نیت ضرور خراب ہو جائے گی۔" ہنس راج نے رائے دی۔

"یہی حالات شاہد کو بھی درپیش تھے۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس پر قتل کا گمان تک بھی نہ ہو سکے گا، کیونکہ صبح وہ تو ملازمہ کے ساتھ خود جا کر دروازہ کھولے گا اور یہ کام اس طرح سے انجام دیگا کہ معلوم ہو کہ دروازہ ٹوٹنے پر مسعود کی لاش ملی۔"

"شاہد واقعی نزہت کو چاہتا تھا۔ ایک لحاظ سے اس کا اقبالِ جرم بھی نزہت کیلیے ایک طرح کی قربانی ہے۔"

"خان صاحب، ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" لطیف نے پوچھا۔ "نزہت کی مافوق الفطرت قوتوں کا نمونہ وہ دیکھ چکا تھا اور نزہت اس سے اپنی پراسرار ملاقات میں یہ الفاظ کہہ چکی تھی کہ میں تمہاری محبت کے جذبے کو اچھی طرح سمجھ چکی ہوں، تم مجھ سے سچی اور بےلوث محبت کرتے ہو۔ تم میری روح سے محبت کرتے ہو نہ کہ میرے چہرے کی خوبصورتی اور میری دولت سے۔ یہ الفاظ نزہت کی زبانی سن لینے کے بعد بھی شاہد کا نزہت کی طرف سے بد دل ہو جانا اور تصویریں دیکھ کر یقین کر لینا کہ نزہت اس کے ساتھ محبت کا کھیل کھیل رہی تھی، کیسے ممکن ہوا؟"

"غور سے سنیے، مسٹر لطیف، نزہت نے شاہد کے جذبات اور محبت کی جو حالت بیان کی تھی وہ بالکل سچی تھی۔ نزہت نے اپنی دماغی قوتوں کے ذریعے شاہد کے جذبات کا بالکل ٹھیک مطالعہ کیا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ شاہد کی دماغی قوتیں تو اس منزل پر نہ تھیں کہ وہ نزہت کے جذبات کو سمجھ لیتیں۔ شاہد کیسے سمجھ سکتا تھا کہ نزہت واقعی اسے چاہتی ہے۔"

خان نے یہ نکتہ بڑی مشکل سے سب کو دو تین بار دہرا کر سمجھایا۔ پھر بولا۔

Akram Allahabadi

''میں نے بالے کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ مقدمے کے فیصلے کی تاریخ سے ایک دن پہلے یہ تصویریں شاہد کو دکھا دے۔ شاہد تصویروں کو اصلی سمجھا اور تصویریں اتنی ہوشیاری سے بنائی گئی تھیں کہ ماہرین بھی مشکل سے پتا چلا سکتے تھے کہ تصویریں جعلی ہیں اور دو علیحدہ علیحدہ تصویروں کو ملا کر پرنٹ کی گئی ہیں۔ آنکھوں دیکھی بات تو نہیں جھٹلائی جا سکتی اور پھر سونے پہ سہاگہ یہ کہ مسعود یہی بات شاہد سے کہہ چکا تھا۔ اس وقت تو شاہد نے یقین نہیں کیا تھا اور اسے مسعود کی ایک چال سمجھا تھا، لیکن محبت کے معاملے میں شک ذرا جلدی ہی دل میں گھر کر جاتا ہے۔ چنانچہ مسعود کی باتوں کا یقین نہ کرنے کے باوجود یہ باتیں شاہد کے دل میں محفوظ ضرور تھیں۔ جب اس نے تصویریں دیکھیں تو مسعود کی تمام باتیں ایک مرتبہ اس کے دماغ میں گونج گئیں اور پھر بالے صاحب نے زبانی بھی شاہد کو یقین دلایا کہ یہ واقعی لطیف اور نزہت میں تعلقات ہیں۔''

''تحقیقات کے سلسلے میں ایک شریف آدمی کو بلاوجہ بدنام کر کے آپ نے اچھا نہیں کیا۔'' لطیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں بھی اب پچھتا رہا ہوں۔'' خان ہنستے ہوئے بولا۔ ''اگر میں ایسا نہ کرتا تو کم سے کم یہ تو ہوتا کہ آپ کو چاہے عدالت سزا دیتی یا چھوڑ دیتی، لیکن ایک قاتل کو اپنی ذہانت کی وجہ سے قانون سے بچنے کا موقع مل جاتا۔''

''جہاں آپ موجود ہیں، وہاں کوئی مجرم قانون کی زد سے بچ نہیں سکتا۔'' لطیف کے ایک دوست نے کہا۔

''مجرم کسی حالت میں قانون سے نہیں بچ سکتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ جرم اس طرح کیا ہی نہیں جا سکتا کہ تفتیش اور ثبوت کے راستے بند ہو جائیں۔ مجرم جتنا ہوشیار رہنے کی کوشش کرتا ہے، اتنا ہی زیادہ کلیو اپنے جرم کی پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔''

''لطیف، تم نے روپوش ہو کر بڑی غلطی کی۔'' بالے نے کہا۔

Akram Allahabadi

''میں مجبور تھا۔ میرے خلاف شہادت بڑی موثر قسم کی موجود تھی۔ میں چاہتا تھا کہ میں اتنے دن قانون کی نظر سے پوشیدہ رہوں کہ قانون اصل قاتل کو ڈھونڈ نکالے اور پھر میں اپنی دنیا میں واپس آ جاؤں۔''

''اب آپ کو نزہت کی طرف سے کوئی غلط فہمی نہیں ہے؟'' خان نے لطیف سے پوچھا۔

''جی نہیں، اب میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔ افضل نے جس کا محبوب مشغلہ بلیک میل ہے، وہ تصویریں بنوائی تھیں اور ان کے ذریعے وہ نزہت کو بلیک میل کر رہا تھا۔ نزہت اس وقت تک بالکل نا سمجھ تھی اور اپنی بدنامی سے ڈر کر اسے روپیہ دے رہی تھی۔ اس وقت تک اس کے دماغ کی قوتیں ابھری نہیں تھیں۔ کاش افضل مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کرتا۔''

''وہ اتنا بیوقوف نہیں تھا۔'' خان بولا۔ ''آپ کو وہ تصویریں دکھاتا تو آپ اس کا حلیہ بگاڑ دیتے۔ مرد اور عورت میں یہی فرق ہے۔ نزہت گھبرا گئی اور اس نے روپیہ دینا شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں نزہت کا افضل کا آنا جانا شروع ہو گیا اور چونکہ مسعود نزہت کا بھائی تھا، دونوں ایک ہی مکان میں رہتے تھے، اس وجہ سے مسعود کو پتا چل گیا کہ وہ افضل کے یہاں جاتی ہے اور اس نے اپنے طور پر کھوج لگایا تو اسے پتا چلا کہ افضل ان بصویروں کی بنیاد پر نزہت کو بلیک میل کر رہا ہے۔ مسعود تو یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ یہ تصویریں جعلی ہیں۔ وہ انھیں اصلی سمجھا اور اصلی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت اس کے نزدیک یہ تھا کہ نزہت افضل کو روپیہ ادا کر رہی تھی۔ اس وجہ سے وہ نزہت اور لطیف کی شادی کے پیچھے پڑ گیا تاکہ آگے چل کر بدنامی نہ ہو۔ لطیف سے اس مسئلے پر وہ شرم کی وجہ سے کھل کر بات نہ کر سکتا تھا، لیکن لطیف کو یہ بتانے کیلیے کہ وہ لطیف اور نزہت کے رومان سے واقف ہے، اس نے لطیف سے یہ تذکرہ ضرور کر دیا کہ نزہت افضل کے یہاں آتی جاتی ہے۔ لطیف صاحب یہ سن کر غلط فہمی میں پڑ گئے۔ کیونکہ کسی جوان لڑکی کا افضل سے ملنا اس کے کیرکٹر کو مشکوک بنانے اور اسے بدنام کرنے کیلیے کافی تھا۔ مسعود بیچارہ

مفت میں مارا گیا۔وہ چاہتا تھا کہ اس کی بہن اسی آدمی سے شادی کر لے جس سے اس کے تعلقات ہو چکے ہیں۔اسی خیال سے اس نے شاہد کو نزہت کی طرف سے بد دل کرنے کی کوشش کی تا کہ شاہد کو نزہت سے نفرت ہو جائے اور وہ اس کا خیال چھوڑ دے۔نزہت سے اس مسئلے پر اس کی تلخ گفتگو ضرور ہوئی ہوگی۔شاہد نے مسعود کی باتوں کو مکاری سمجھا اور اسے قتل کر دیا اور جب بالے نے تصویریں دکھائیں تو وہ اقبالِ جرم کرنے پر مجبور ہو گیا۔مسٹر لطیف، یہ ہے اصل واقعہ اور مس نزہت ایک اچھے کردار کی لڑکی ہے۔"

"مسٹر خان۔" لطیف نے کہا۔"مس نزہت نے آپ کو چیلنج کیا ہے۔ایک لحاظ سے آپ دونوں ایک دوسرے کے زبردست دشمن ہیں، پھر بھی آپ اس کی پوزیشن کو اتنا بچا رہے ہیں؟"

"دشمن میں بھی اگر کوئی خوبی ہو تو اسے فراخدلی سے بیان کر دینا چاہیے۔میرا یہی اصول ہے۔"

اس کے بعد گفتگو کا موضوع بدل گیا اور شہر میں چلنے والی فلموں کا ذکر شروع ہوا۔فلم انڈسٹری اور اس کے مستقبل پر رائے زنی ہوئی۔اچانک خان ایک انتہائی بے ربط سا سوال کر بیٹھا۔

"پلاسٹک سرجری کے بارے میں آپ لوگ کچھ جانتے ہیں؟"

"پلاسٹک سرجری؟" لطیف نے تعجب سے پوچھا۔

خان نے جلدی سے پھر موضوع بدل دیا اور یہ بات یہیں کی یہیں رہ گئی۔تھوڑی دیر کے بعد پارٹی ختم ہو گئی۔سب ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔خان اور بالے اپنی کار میں بیٹھ گئے۔خان نے کار اسٹارٹ کی۔خان کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔بالے نے پوچھا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں؟"

"میں خدا کا شکر ادا کر رہا ہوں۔" خان نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"خدا کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ پارٹی میں یہ سوال کسی نے نہیں چھیڑا کہ وہ آدمی کون تھا جو فیلٹ ہیٹ اور لمبے کوٹ میں صبح پانچ بجے نزہت کے گھر گیا تھا۔"

"ارے ہاں، وہ کون تھا؟ اور کیوں تھا؟" بالے نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ ایک آدمی تھا۔" خان نے بالے کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"آدمی ہرگز نہیں ہو سکتا۔" بالے نے پورے وثوق کے ساتھ کہا۔

"تم کچھ کچھ ٹھیک کہتے ہو۔"

"جی؟"

"وہ آدمی نہیں تھا، وہی پراسرار ہستی تھی، جس کے بارے میں سوچتے وقت نزہت کا دماغ بیکار ہو جاتا ہے۔"

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

چند ہزار سال پہلے

خان نے اچانک کار زہت کے مکان کی طرف موڑ دی اور رفتار بیحد تیز کر دی۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ، خان صاحب؟" بالے چلایا۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو اور تماشا دیکھو۔" خان نے ڈانٹا۔

"زندگی خود ایک تماشا بن گئی ہے۔" بالے نے آہستہ سے کہا۔

خان نے ٹھیک اسی مقام پر کار روکی جہاں بم کا حادثہ ہوا تھا۔ وہ کار سے اترا اور بالے کو بھی اتار لیا۔ بالے نے گڑبڑ شروع کر دی تھی۔ وہ کار سے نہیں اترتا تھا۔ خان نے کار دھکیل کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپا دی۔ کار کی بیٹری سے ایک بہت لمبے تار میں کنکشن لیا اور تار کا گچھا اپنے ہاتھ میں لے کر ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ بالے سے بھی اس نے درخت پر چڑھنے کیلیے کہا۔

"شاہد زہت پھر آپ کے دماغ کا ہنڈل گھما رہی ہے۔" بالے نے کہا۔ "آپ پھر گئے کام سے تین دن کیلیے۔"

"بکواس نہ کرو، چلے آؤ سیدھے سیدھے۔"

دونوں ایک درخت کی موٹی شاخ پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ خان نے جیب سے ایک مائیکروفون کی شکل کا ڈبہ نکالا اور تار کا دوسرا سرا اس سے ملا دیا اور مائیکروفون کو منہ کے قریب کر لیا۔

چند منٹ بعد دور سے ایک کار کی ہیڈ لائٹس نظر آئیں۔ خان نے مائیکروفون میں کہنا شروع کیا۔

"ہیلو عبدالمسیح، میں خان بات کر رہا ہوں۔ گھبراؤ نہیں۔ میں نے تمھیں پہچان لیا

ہے۔"

بالے درخت کی شاخ سے گرتے گرتے بچا۔

"میں تمہیں ایک خطرے سے بچانا چاہتا ہوں، عبدالمسیح۔تمہارا دشمن تمہارے پیچھے کار میں آرہا ہے۔ جب میں کہوں تو کار کو اسٹارٹ چھوڑ کر خود کو کار میں سے گرا دینا۔ یہ تمہیں کرنا ہی ہوگا، عبدالمسیح، ورنہ تمہاری کار کے پرخچے اڑ جائیں گے۔کودنے کیلئے تیار ہو جاؤ، عبدالمسیح۔"

کار اب درخت کے بالکل قریب آچکی تھی اور دوسری کار جو اس کا پیچھا کر رہی تھی، وہ بھی بالکل قریب پہنچ گئی تھی۔

"کود جاؤ۔" خان زور سے چیخا۔

عبدالمسیح کار میں سے کود گیا۔کار سڑک پر چند فٹ آگے بڑھی۔عبدالمسیح لڑھکتا ہوا سڑک کی سطح سے نیچے کچی زمین پر آ گیا۔بم پھٹا، عبدالمسیح کے کار کے پرخچے اڑ گئے اور دوسری کار آگے نکل گئی۔

خان بجائے درخت پر سے اترنے کے ایک دم کود پڑا۔بالے کو بھی کودنا پڑا۔دونوں نے لپک کر عبدالمسیح کو کو اٹھا کر اپنی کار میں ڈالا۔کار دھکیل کر سڑک پر لائی گئی اور خان نے چند لمحوں میں کار کی رفتار ستر میل فی گھنٹہ کر دی۔بالے نے جیب سے ٹارچ لائٹ نکال کر عبدالمسیح کے چہرے پر ڈالی۔

"مسٹر ہنس راج؟" بالے کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔

☆☆☆☆☆☆

دس منٹ کے بعد خان کو بم پھینکنے والی کار کی پچھلی سرخ روشنی نظر آئی۔خان نے کار کی رفتار کم کر دی تاکہ عبدالمسیح پر بم پھینکنے والے کو یہ پتا نہ چل سکے کہ اس کا پیچھا کیا جارہا ہے۔ دونوں کاروں کے درمیان فاصلہ بہت تھا۔

Akram Allahabadi

اگلی کار ایک بلڈنگ کے قریب رکی اور ایک سایہ کار سے اتر کر بلڈنگ میں داخل ہوا۔خان نے کار کی رفتار پھر بڑھا دی اور بلڈنگ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر کار روک کر سب کو کار سے اتار لیا۔تینوں آدمی بلڈنگ کی طرف پیدل چلے اور دبے پاؤں بلڈنگ میں داخل ہو گئے۔

بلڈنگ بالکل خالی معلوم ہوتی تھی۔خان کی رہبری میں بالے اور فنس راج، یعنی عبدالسمیع، ایک کے بعد دوسرے کمرے میں پہنچے اور اسے خالی پاتے تھے۔اچانک ایک کمرے سے کچھ آواز سنائی دی۔تینوں دبے پاؤں اس کمرے کی طرف بڑھے۔خان نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں ڈاکٹر راشد ان لوگوں کی طرف پشت کر کے ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔اس کے سامنے آرام کرسی پر نزہت غافل سو رہی تھی۔راشد کے ہاتھوں میں عجیب قسم کی بھدے اور موٹے کاغذوں کا ایک رول تھا۔اس پر عجیب قسم کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ڈاکٹر راشد کے منہ کے سامنے ایک مائیکروفون تھا اور اس سے نکلنے والے دو تاروں کا کنکشن نزہت کے کانوں تک تھا۔ان تاروں سے ملے ہوئے دو بٹن نزہت کے کانوں میں لگے ہوئے تھے۔ڈاکٹر راشد مائیکروفون پر کہہ رہا تھا۔

”تم اسے پڑھ سکتی ہو، نزہت۔تم اس تحریر کو پڑھ سکتی ہو۔سیتھی قوم کی دنیا میں چلی جاؤ۔وہاں اس زبان کا راز تم پر فاش ہو جائے گا۔تم اس تحریر کو پڑھ سکتی ہو۔فرعون پے پی، سیتھی اخناتون خزانہ...بولو...بولو۔تم نے کہاں تک پڑھا تھا...ارود ترجمہ...بولو...بولو...تم نے کہاں تک پڑھا تھا...اردو ترجمہ...جلدی...میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔جلدی..“

”سنو۔“نزہت نے سوتے سوتے کہنا شروع کیا۔”مصر کے بادشاہ پے پی نے یہ تاریخ سیتھی قوم کے ایک مورخ سے مرتب کرائی ہے۔وہ خزانوں کا مالک ہے۔میں اس کے دربار میں موجود ہوں۔اف...اندھیرا...ڈاکٹر راشد؟“

"واپس آجاؤ۔" ڈاکٹر راشد نے ڈرامائی آواز میں کہا۔

"نہیں نہیں... پے پی اپنے خلوت کدے میں اپنے معتبر وزیروں کو حکم دے رہا ہے کہ اس کے بزرگوں کے تمام خزانے... اف... پھر اندھیرا... اس نے حکم دے دیا۔ خزانے ممفس سے... نہیں... طب سے شمال... نہیں... نہیں... اف... تاریکی... میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ گھنٹیاں کیسی بج رہی ہیں؟ گھنٹیاں بند کردو۔ یہ مصریوں کا دیوتا انومس ہے۔ تاریکی کا دیوتا۔ اور یہ آٹن ہے سورج دیوتا۔ اخناٹن... اخناٹن سب کو مٹا دے گا۔ انوبیس... سیت... اور ہورس اور پتاح سب کو مٹا دے گا۔ وہ صرف آٹن کو باقی رکھے گا۔ پے پی نے حکم دے دیا، میں سمجھ گئی۔ مجھے ان خزانوں کا ٹھیک پتا مل گیا۔ وہ خزانے... آہ... روئے زمین کی تمام دولت مل کر ان کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اف، کتنی دولت ہے۔ وہ خزانے پے پی نے..."

"جلدی بتاؤ نزہت۔" ڈاکٹر راشد چیخا۔

"بتاتی ہوں... اف، ہتی قسم کی فوجوں نے شہر گھیر لیا۔ مصریوں کے پاس لوہے کے ہتھیار نہیں ہیں۔ ہتی قوم بہت قتل و غارت کرے گی۔ میں... وہ خزانے... دیکھ رہی ہوں۔ ان کی جگہ میرے سامنے ہے... سنو ڈاکٹر راشد، وہ جگہ..."

"ٹھہر جاؤ۔" خان گرج کر اپنی جگہ سے آگے بڑھا۔ اس نے پستول نکال لی۔

ڈاکٹر راشد گھوما۔ اس کا چہرہ خوف سے سفید ہو گیا۔ اس نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

"کاغذوں کا وہ رول اٹھا لے، بالے۔ عبدالمسیح، تمہاری کھوئی ہوئی دستاویز۔ بالے اسے باندھ لو۔"

ڈاکٹر راشد کو باندھ دیا گیا۔ نزہت آرام سے سو رہی تھی۔ اسے خان نے خود اٹھا کر اسی حالت میں اپنی کار میں ڈال دیا۔ ڈاکٹر راشد کو بھی کار میں لاد دیا گیا۔ اور خان نے کار اسٹارٹ کر دی۔

☆☆☆☆☆☆

Akram Allahabadi

ڈاکٹر راشد نے نزل اے قتل کا اقبالِ جرم کرلیا تھا اور زہت نے ابھی کوئی بیان نہیں دیا تھا۔ وہ زنانی حوالات میں تھی اور اس نے کہہ دیا تھا کہ ابھی میری حالت اس قابل نہیں ہوئی کہ بیان دے سکوں۔

خان پورا واقعہ چند پولیس افسروں کو اپنے گھر بلا کر سنا رہا تھا۔ لطیف اور بالے بھی موجود تھے۔ ہنس راج کو نام بدلنے، دستاویز اور سونے کا ٹرنک چرانے کے الزام میں گرفتار کیا جا چکا تھا اور مصری سفارت خانے کے توسط سے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا رہی تھی۔

ڈاکٹر راشد اور شاہد سزائے موت کا انتظار کر رہے تھے۔

خان پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ سنانے لگا۔

"دنیا کی تقریباً تمام قدیم زبانیں پڑھ لی گئی ہیں، لیکن سیتھی زبان ابھی تک نہیں پڑھی جا سکی ہے۔ دنیا کی قدیم ترین تاریخ وہ ہے جو یونانی مورخ ہردوس (ہیروڈین) نے لکھی ہے۔ ہردوس کو موخوں کا باپ کہتے ہیں۔ اس کی تاریخ کے بعض اجزا ہی اس دور کے مورخوں کے ہاتھ لگے ہیں، بقیہ تاریخ ضائع ہو چکی ہے۔"

"پے پی کے عہد میں مصر میں ایک اور تاریخ لکھی گئی۔ ایک سیتھی قوم کا مورخ پے پی کے دربار میں موجود تھا۔ اس نے پے پی کی سرپرستی میں ساری دنیا کی تاریخ لکھی۔ یہ تاریخ ہردوس کی تاریخ سے بھی سینکڑوں سال پہلے کی لکھی ہوئی تھی۔ عبدالمسیح کو ہردوس کی تاریخ کے کچھ اجزا مل گئے۔ ان کے مطالعے سے عبدالمسیح کو پتا چلا کہ ہردوس کے زمانے سے سینکڑوں سال پہلے سیتھی قوم کے ایک مورخ نے ساری دنیا کی تاریخ جمع کی تھی اور اپنی سیتھی زبان میں لکھی تھی اس مورخ کا نام اخناقون تھا۔ وہ قدیم مصری زبان ضرور بول سکتا تھا، لیکن قدیم مصری زبان کے رسم الخط، یعنی ہیروغلفی سے ناواقف تھا۔ اس وجہ سے اس نے دنیا کی تاریخ اپنی سیتھی زبان میں لکھی۔

عبدالمسیح کو جب پنکرٹن نے ہیرو غلفی کا کتبہ پڑھنے کیلیے بلایا تو اس وقت پے پی کے خزانے باہر آچکے تھے۔عبدالمسیح کی نظر سونے کے ٹرنک پر پڑی۔اندر پے پی رس (قدیم زمانے میں کاغذ کی جگہ استعمال ہونے والا پتا) کا ایک بڑا رول پڑا ہوا تھا۔جس پر سیتھی زبان میں تحریریں تھیں اور ہیرو غلفی نے ایک نوٹ دیا ہوا تھا۔عبدالمسیح نے یہ نوٹ آسانی سے پڑھ لیا۔لکھا تھا۔

"یہ دنیا کی تاریخ ہے جو مصر کے خداوند پے پی نے سیتھی مورخ اخناتون سے لکھوائی ہے۔"

"عبدالمسیح نے رات کو ٹرنک اور یہ اہم تاریخی دستاویز دونوں غائب کر دیں۔قدیم تاریخ کا اتنا بڑا اور مستند خزانہ آج تک کسی کے ہاتھ نہیں آیا تھا۔عبدالمسیح اس کی قیمت سے واقف تھا۔اس نے برطانوی فرم کارٹر اینڈ کارٹر سے رابطہ پیدا کیا۔دس لاکھ پونڈ قیمت طے ہوئی۔اس زمانے میں ڈاکٹر راشد اہرام مصر کی سیر کیلیے مصر آیا ہوا تھا۔اس کی ملاقات عبدالمسیح سے ہوئی۔عبدالمسیح کے یہاں اتفاق سے ڈاکٹر راشد کی نظر کارٹر اینڈ کارٹر سے خط وکتابت کی فائل پر پڑی اور راشد نے اسی رات اخناتون کی تاریخ چرالی اور ہندوستا واپس آگیا۔عبدالمسیح کو پتا چلا گیا تھا کہ یہ کام سوائے راشد کے اور کسی کا نہیں۔اس وجہ سے وہ بھی ہندوستان چلا آیا۔مسٹر جان کارٹر جب دس لاکھ پونڈ لے کر قاہرہ پہنچے تو عبدالمسیح ڈاکٹر راشد سے یہ تاریخ واپس چرانے کی غرض سے ہندوستان کیلیے روانہ ہو چکا تھا۔"

"ڈاکٹر راشد اس تاریخ کو پڑھنا چاہتا تھا۔اس نے سوچا کہ جب دنیا کے بڑے بڑے ماہر لسانیات قدیم سیتھی زبان کو نہ پڑھ سکے تو وہ کس طرح پڑھ سکے گا۔اس نے اس مقصد کیلیے نزہت کو استعمال کیا۔تحلیل نفسی کے ذریعے وہ نزہت سے سیتھی زبان کا معمہ حل کروانا چاہتا تھا۔"

"اپنے اوپر سے شبہ دور کرنے کیلیے وہ تحلیل نفسی کے طریقوں کا دشمن بنتا تھا۔

Akram Allahabadi

حالانکہ وہ ان طریقوں کا ماہر تھا۔ تحلیل نفسی اتنی ترقی کر چکا ہے کہ عامل اگر ہوشیار ہو تو معمول کو زمانہ گزشتہ کے کسی بھی دور میں بھیجا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں انگلستان کے ایک ماہرِ تحلیل نفسی نے بھی ایک شخص سے خواب کی حالت میں قدیم مصری زبان بلوائی تھی۔ راشد نے نزہت پر یہی طریقہ استعمال کیا، لیکن نزہت نے خواب کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جس سے راشد کو پتا چلا کہ نزہت کے ذریعے اسے مصر کے سینکڑوں بادشاہوں کے خزانوں کا پتا چل سکتا ہے۔ اب زبان پڑھنے کی بجائے راشد کی دلچسپی خزانوں کے پتے پر ہو گئی۔ وہ روزانہ نزہت پر کئی کئی گھنٹے عملِ تنویم کرتا اور اس کے لاشعوری دماغ کو خزانوں کا پتا لگانے کیلیے بھیجتا۔"

"اس عمل کے دوران میں نزہت کی دماغی قوتوں میں ترقی پیدا ہوئی۔ دراصل یہ ترقی راشد کے عملِ تنوین کا ہی نتیجہ تھا۔ عملِ تنویم نے نزہت کے دماغی حسیات کو اچانک بیدار کر دیا اور اب نزہت کو پتا چلا کہ وہ ایسی حیرت انگیز دماغی قوت کی مالک ہے جو دنیا کے کسی انسان کو حاصل نہیں۔ نزہت نے خود تفکر اور مراقبے کے ذریعے اپنے دماغ کی قوتیں بڑھانی شروع کیں۔ اسے یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ ڈاکٹر راشد اس سے کام لے رہا ہے۔ جو کام وہ ڈاکٹر راشد کیلیے کرتی وہ حالت تنویم میں ہوتا تھا اور اثر زائل ہونے پر وہ سب کچھ بھول جاتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راشد کی طرف سے بے خبر رہی اور یہ سمجھ کر کہ اس کی دماغی قوتیں ابھر رہی تھیں، وہ برابر فکر اور مراقبے سے ان قوتوں کو اجاگر کرتی رہی۔ پارٹی میں اس نے تذکرہ کیا کہ وہ الہ آباد جا رہی ہے۔"

"راشد یہ سن کر چونکا۔ نزہت اس کے عمل کی ایسی منزل میں تھی وہ اسے اپنے سے دور نہیں کر سکتا تھا۔ نزہت الہ آباد چلی جاتی تو راشد کی اب تک کی محنتوں پر پانی پھر جاتا اور نزہت کی الہ آباد سے واپسی پر اسے پورا عمل پھر سے شروع کرنا پڑتا۔"

"راشد نے کار میں نزہت کا پیچھا کیا۔ کار میں سے ہی راشد نے نزہت پر عملِ

Akram Allahabadi

تنویم کر کے اسے روکنا چاہا، لیکن نزہت کی قوتِ ارادی اس وقت اتنی مضبوط تھی کہ راشد کے عملِ تنویم کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ راشد گھبرا گیا۔ اب وہ چاہتا تھا کہ کار روک کر نزہت سے آنکھ ملا کر اسے خواب میں لے آئے۔ اس لیے اس نے کار پر گولی چلائی۔"

"نزہت راشد کو اپنے دماغ کی تصور میں نہ لا سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عملِ تنویم بالاشعوری قوت میں تین منزلوں پر بیکار ہو جاتی ہے۔ پہلی منزل یہ کہ عملِ تنویم سے کام لے کر معمول کے اس مذہبی اعتقاد کے خلاف کام کام کرنے سے نہیں اکسایا جا سکتا، دوسری منزل یہ ہے کہ معمول کو اس کے محبوب کے خلاف بشرطیکہ محبت سچی ہو نہیں اکسایا جا سکتا اور تیسرے معمول کا دماغ اپنے عامل کے خلاف کام نہیں کر سکتا۔ یعنی معمول (۱) حالتِ تنویم میں بھی اپنے اعتقادات کے خلاف نہ جائیگا، (۲) اپنے محبوب کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کرے گا۔ (۳) اپنے عامل کے مقابلے پر نہ آ سکے گا۔ چنانچہ نزہت کار پر گولی چلانے والے کو اس لیے نہ دیکھ سکی کہ گولی چلانے والا خود عامل تھا۔ نزل کے قاتل کو دیکھنے کی کوشش میں بھی اسی وجہ سے اس کا دماغ بے کار ہو جاتا تھا کہ قاتل راشد تھا اور مسعود کے قاتل کو دیکھنے کی کوشش میں نزہت اس وجہ سے ناکام ہوتی تھی کہ قاتل راشد تھا اور وہ شاہد سے سچی محبت کرتی تھی۔"

"نزہت اپنے دماغ کو بیکار ہوتے دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ گھر پہنچی اور اس نے مجھے ٹیلی فون کیا۔ راشد چپکے سے گھر میں داخل ہو چکا تھا اور اس نے سن لیا تھا کہ نزہت نے مجھے بلا لیا ہے اور سب کچھ بتا دینا چاہتی ہے۔ حالانکہ نزہت راشد کے خلاف مجھے کچھ بتا ہی نہیں سکتی تھی۔ لیکن راشد اس وجہ سے خوف کھائے ہوئے تھا کہ کار میں سے اس کا عملِ تنویم ناکام ہو چکا تھا اور وہ سمجھ رہا تھا کہ نزہت اس کے ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے۔ اس نے مجھے راستے سے ہٹانے کیلیے میری کار پر بم مار دیا اور میں خوش قسمتی سے بچ گیا۔"

"راشد نے اپنا عمل جاری رکھا اور نزہت بے خبری میں اس کا کام کرتی رہی، لیکن خزانوں کا پتا وہ ابھی تک نہ لا سکی تھی اور راشد کو بیٹھی زبان پڑھنے سے زیادہ خزانوں کا پتا معلوم

کرنے کی فکر تھی ۔ راشد نے نزہت کو غائب کر دیا اور وہاں رہنے پر مجبور کر دیا، جہاں وہ دونوں گرفتار کیے گئے ۔ وہاں زیادہ تر نزہت راشد کے عملِ تنویم میں بے ہوش رہتی تھی اور ہوش آنے پر وہ باہر بھی چلی آتی تھی جیسا کہ وہ شاہد سے ملنے کیلیے آئی ۔"

"عبدالمسیح نے ہندوستان پہنچ کر ہنس راج کا نام اختیار کیا ۔ چونکہ وہ زبانوں کا ماہر تھا، اس وجہ سے اس نے ہندوستانی زبان آسانی سے سیکھ لی ۔ سونا بیچ کر جو نقدی مصر سے لایا تھا، اس سے اس نے جواہرات کی دکان کھول لی اور راشد کی تلاش میں رہا ۔ راشد سے ملاقات ہونے پر عبدالمسیح نے اپنا چہرہ پلاسٹک سرجری سے تھوڑا سا بدلوا لیا تھا اور پھر راشد کا خیال بھی اس طرف نہیں جا سکتا تھا ۔ کیونکہ ہنس راج اردو اور ہندی دونوں زبانیں بہت صاف بول لیتا تھا ۔"

"ہنس راج راشد کے گھر سے تاریخ چرانے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا، لیکن اسے یہ موقع ہاتھ نہیں آ رہا تھا ۔"

"اس کے بعد واقعات تیزی سے آگے بڑھے ۔ راشد جب نزہت کی کار نہ روک سکا تو اس کے گھر پہنچا ۔ وہاں اس نے سنا کہ نزہت مجھے ٹیلی فون کر کے بلا رہی ہے ۔ اس نے نزہت کو رات عملِ تنویم کے ذریعے بے ہوش کر کے اپنے خفیہ اڈے پر پہنچا دیا ۔ نزہت کے غائب ہونے کے بعد مسعود نزہت کے ٹوہ میں لگ گیا ۔ اور مسعود کو نزہت کی ڈائری مل گئی ۔ یہی وجہ تھی کہ مسعود اپنے طور پر نزہت کی گمشدگی کے بارے میں تحقیقات کرنا چاہتا تھا کہ راشد کو پتا چلا کہ مسعود کے پاس ڈائری ہے تو وہ اسے چرانے کیلیے خود آیا اور لمبا کوٹ اور فلیٹ ہیٹ پہن کر صبح پانچ بجے مسعود کے گھر پہنچا ۔ وہ لطیف کے پاس یہ کپڑے دیکھ چکا تھا اور اس پر شبہ ڈلوانا چاہتا تھا ۔ بیچارے لطیف صاحب شاہد اور راشد دونوں کا تختۂ مشق بن گئے تھے ۔ ڈائری مسعود کے ڈرائر سے نکال لی اور واپس ہوا ۔ نرملا نے اپنی کھڑکی میں سے اس پر ٹارچ لائٹ ڈالی اور صبح جب مسعود کے قتل کی اطلاع راشد کو ملی تو اسے خوف ہوا کہ شبہ اسی پر ہو گا کیونکہ نرملا اسے ٹارچ لائٹ ڈال کر دیکھ چکی ہے ۔ اس نے بڑھیا کو گولی مار دی ۔"

Akram Allahabadi

"میں نے قاہرہ اور لندن کی تحقیقات میں پورا حال معلوم کرلیا اور ہنس راج کی شخصیت اب میری سمجھ میں آئی ۔ اب میرے لیے راشد کو سمجھ لینا بھی کچھ مشکل نہ تھا۔ ہنس راج کے لہجے میں عربی کی جھلک تھی، اسے میرے علاوہ کوئی محسوس نہ کرسکتا تھا۔"

"میں نے پارٹی کے دوران میں پلاسٹک سرجری کا تذکرہ کیا تھا، جس سے راشد کے کان کھڑے ہوئے اور اب وہ بھی ہنس راج کی اردو میں عربی لہجے کی جھلک صاف محسوس کرنے لگا۔ ہنس راج کی کار میں وائرلیس ڈکٹا فون میں پہلے ہی لگا چکا تھا۔ یہ مجھے یقین تھا کہ راشد ہنس راج کو پہچاننے کے بعد اسے راستے سے ہٹانے کا وہی طریقہ اختیار کرے گا جو اس نے میرے لیے اختیار کیا تھا۔ باقی حالات آپ حضرات کو معلوم ہیں۔"

"خان صاحب، ایک سوال کرنا چاہتا ہوں؟" لطیف نے پوچھا۔

"فرمایئے۔"

"نزہت کے بارے میں قانون کا رویہ کیا ہوگا؟"

"میں نہیں سمجھا؟"

"میرا مطلب ہے اس پر مقدمہ تو ضرور چلے گا؟"

"کس جرم میں؟"

لطیف چپ رہ گیا۔ پھر بولا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اسے بری کردیا جائے گا؟"

"اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

"نزہت کی دماغی قوتیں راشد کی موت کے بعد بھی برقرار رہیں گی؟"

"ہاں، بلکہ ان میں اور ترقی کا امکان ہے۔"

"یعنی نزہت کا مسئلہ ابھی قانون کیلئے مسئلہ ہی ہے؟"

"ہاں۔ اور وہ بھی بڑا پیچیدہ مسئلہ۔" خان نے کہا۔

Akram Allahabadi

"وہ کس طرح؟ اب تو وہ قانون کے قبضے میں ہے۔" لطیف نے کہا۔

"بے شک ہے، لیکن تم اس کی قوتوں سے تھوڑا بہت تو واقف ہو چکے ہو، اگر وہ جج کی آنکھون میں آنکھیں ڈال کر یہ کہہ دے کہ میں مجرم نہیں ہوں اور تھوڑا سا عملِ تنویم جج صاحب پر کر ڈالے تو کیا جج صاحب اسے بڑی خوشی سے باعزت طور پر رہا نہ کر دینگے۔"

خان کی یہ بات سن کر ایک قہقہہ بلند ہوا۔

خان نے کہا۔ "یہ ایک گتھی ہے، جو ہمیں سلجھانی ہے۔"

"تو پھر نزہت کو رہا نہ کر دیا جائے۔" لطیف نے رائے دی۔

"خوب، اس کی ضمانت کیا ہے کہ وہ رہا ہونے کے بعد کوئی غیر قانونی حرکت نہیں کرے گی؟" خان نے پوچھا۔

"شاید لطیف صاحب اس کے ضامن بننے کیلیے تیار ہیں۔" بالے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لطیف صاحب کا مطلب میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" خان بولا۔

"جی؟ کیا مطلب؟"

"آپ کو اس کی اتنی فکر کیوں ہے؟" خان نے پوچھا۔

"اس لیے کہ وہ بے گناہ ہے۔"

"قانون کسی ایسے آدمی کو سزا نہیں دیتا جو بے گناہ ہو۔"

"خان صاحب، آپ کو میری طرف سے غلط فہمی ہو رہی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ مجرم کی طرف سے غافل ہو کر اپنے فرائض میں کسی قسم کی کوتاہی کریں۔ اب شاہد کے لئے اپنی زبان سے صاف لفظوں میں اقبالِ جرم کرنے کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ نزہت کیلیے ایک صدمہ یہ ہے اور دوسرا صدمہ یہ ہوگا کہ شاہد کو اس کے بھائی کے قاتل کے جرم میں عدالت سے سزائے موت کا حکم سنایا جائے گا۔"

Akram Allahabadi

"اسی وجہ سے میں بڑی تشویش میں ہوں۔" خان نے کہا۔

"جی؟ تشویش؟"

"ہاں۔ان دونوں صدموں کے زیر اثر نزہت نہ معلوم..." خان اچانک رک گیا۔ اس سے زیادہ انکشاف اس نے مصلحت کے خلاف سمجھا۔

"میں چاہتا تھا کہ ان صدموں کے سلسلے میں اس کی دل دہی کی جائے۔" لطیف نے کہا۔

"آپ کیلیے اب بھی کوئی چانس نہیں ہے، مسٹر لطیف۔" بالے نے کہا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"ممکن ہے ہم میں سے ہی کوئی صاحب۔"

"کوئی کیوں کہتے ہیں آپ؟" لطیف نے بات کاٹی۔"یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ ابھی بہت بے چین تھے اور سب سے پہلے آپ ہی کسی نہ کسی بہانے قاہرہ کا ٹکٹ کٹاتے۔"

"بہر حال خان صاحب کی عقلمندی سے یہ بڑا اچھا ہوا کہ ان خزانوں کا راز راز ہی رہ گیا۔اگر ہم لوگ ذرا دیر میں پہنچتے تو ممکن تھا کہ راشد صاحب خزانوں کا پتا پوچھ کر نزہت کو چھوڑ کر چل دیتا اور مصر جانے کے انتظامات شروع کر دیتا۔" ایک پولیس افسر نے کہا۔

"جی ہاں۔لیکن ایک اور بھی اہم کام میں نے کیا ہے، جو شاید آپ لوگ نہیں جانتے۔" خان نے کہا۔

"وہ کیا؟" سب نے بیک وقت پوچھا۔

"میں نے نزہت کی جان بچائی ہے۔" خان نے کہا۔

"ہیں؟" سب نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں۔خزانوں کا راز معلوم ہونے کے بعد ڈاکٹر راشد نزہت کو قتل کر دیتا۔"

"وہ کیوں؟" لطیف نے تڑپ کر پوچھا۔

Akram Allahabadi

"راشد جانتا تھا کہ نز ہت کی دماغی قوتیں اس کے عملِ تنویم کی وجہ سے کس درجے پر پہنچ چکی ہیں۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ نز ہت ایک منزل پر پہنچ کر اس کے کنٹرول سے نکل جائے گی۔ ایسی لڑکی کا وجود اس کیلیے بے حد خطرناک تھا، اس کیلیے لازمی تھا کہ وہ اپنا کام نکالنے کے بعد اسے ختم کر دے۔"

تھوڑی دیر تک اس سنسنی خیز انکشاف سے ایک سناٹا رہا۔

"اس تاریخ کا کیا ہوگا؟"

"وہ تاریخ حکومت مصر کی ملکیت ہے۔ پنکرٹن کا حکومتِ مصر سے معاہدہ تھا۔"

"کیا وہ مستند تاریخ کو دنیا کے سامنے پیش کر سکے گا۔"

"مشکل ہے۔" خان نے کہا۔

"کیوں؟"

"وہ ایک سیتھی زبان میں لکھی ہوئی ہے اور دنیا کا کوئی ماہر ابھی تک سیتھی زبان نہیں پڑھ سکا۔"

"میں اسی وجہ سے نز ہت کی دل دہی پر زور دے رہا ہوں۔" لطیف فوراً بولا۔

"یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔" بالے نے کہا۔

"صرف نز ہت ہی ایک ایسی ہستی ہے جو اس زبان کو پڑھ سکے اور اس طرح دنیا کے سامنے ایک کھوئے ہوئے علمی خزانے کو پیش کر سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ نز ہت کے دماغ سے اسی طرح کے کام لیے جائیں۔ اس میں تعمیری رجحانات پیدا کیے جائیں۔ ملک، سوسائٹی اور قانون اس کی مدد سے فائدہ اٹھائیں۔"

"کاش ایسا ہو سکے۔" خان نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"آپ کو امید نہیں ہے؟" بالے نے پوچھا۔

"یہ بات تو آنے والا وقت ہی بتا سکے گا کہ نز ہت اپنے دماغ کو اب کس طرح سے

Akram Allahabadi

استعمال کرے گی۔"

"مجھے یقین ہے کہ میں اسے سمجھا سکوں گا۔" لطیف نے کہا۔

"تو پھر اس سلسلے میں آپ کیا اقدام کرنا چاہتے ہیں؟"

"کونسا مجرم مسئلہ بنا ہوا ہے؟" انسپکٹر سرکار نے اچانک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی اہم خبر لایا ہے۔

"نز ہت اور کون۔" خان صاحب نے کہا۔

"مسئلہ حل ہو گیا، خان صاحب۔" انسپکٹر سرکار مسکراتے ہوئے بولا۔

"کیا ہوا، سرکار؟" خان نے گھبرا کر پوچھا۔

"شاہد اور نز ہت دونوں مر گئے۔"

"ہیں؟" کئی آدمیوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"کیسے؟ کیا واقعہ ہوا؟" بالے نے پوچھا۔

سب لوگ سرکار کا بیان سننے کیلیے ہمہ تن گوش ہو گئے۔

"رات کو نز ہت نے حوالات میں سنتریوں اور سپاہیوں پر اپنا عمل شروع کر دیا۔ ان سب کے سب کو نا معلوم کیا ہو گیا، انھوں نے بڑے اطمینان سے حوالات کا دروازہ کھول دیا اور نہ صرف نز ہت کو نکل جانے دیا، بلکہ اس کی فرمائش پر ان لوگوں نے وہ حوالات بھی نز ہت کو دکھا دی جہاں شاہد قید تھا۔ نز ہت کے پہنچتے ہی وہاں کے سپاہیوں کا بھی دماغ خراب ہو گیا اور انھوں نے بھی حوالات کا دروازہ کھول کر شاہد کو نکل جانے دیا۔ شاہد اور نز ہت ایک ساتھ پولیس اسٹیشن سے باہر نکل گئے۔"

"مجھے چند ہی منٹ بعد اتفاق سے ان دونوں کی فرار کی اطلاع مل گئی اور میں اپنے کئی ساتھیوں کو لے کر نز ہت کا پیچھا کرنے کیلیے نکلا۔ اس کی کار ٹرنک روڈ پر جا رہی تھی۔ وہ اور شاہد دونوں کار میں بیٹھے تھے اور کار نز ہت چلا رہی تھی۔ یہ کار نز ہت کو مل جانے کا واقعہ بھی بڑا

دلچسپ ہے۔ایک راہگیر اس واقع کا چشم دید گواہ ہے کہ نزہت اور شاہد سڑک پر آ کھڑے ہو گئے ۔مشہور تاجر مگن لال اپنی کار چلاتے ہوئے ادھر سے گزرا۔نزہت نے ہاتھ کا اشارہ کیا، مگن لال نے کار روک لی۔نزہت مگن لال کو غور سے دیکھنے لگی۔مگن لال خاموشی سے کار سے اتر آیا۔

مسٹر مگن لال۔"فرمایئے، میرے لائق کوئی خدمت؟"

"جی ہاں، کیا یہ کار آپ کی ہے؟"

"جی ہاں۔کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے؟"

"بہت سخت ضرورت ہے، مسٹر مگن لال۔"

"لے جایئے،شوق سے لے جایئے۔"

"میں آپ کی ممنون ہوں۔"

نزہت نے شاہد کو کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔شاہد نے کار کا دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔نزہت ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور کار اسٹارٹ کی۔

"اچھا، مسٹر مگن لال، پھر ملیں گے۔" نزہت بولی۔

"جی؟ آپ اس کو نہیں جانتے؟" راہگیر نے حیرت سے سوال کیا۔

"نہیں، بالکل نہیں۔"

"لیکن آپ تو اس سے ایسی باتیں کر رہے تھے، جیسے اسے برسوں سے جانتے ہوں۔"

"میں نے اس لڑکی کو آج پہلی بار دیکھا ہے۔"

"مگن لال جی، یا تو میرا دماغ خراب ہو گیا ہے یا آپ کا۔"

"میرا خیال ہے کہ میرا ہی دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"آپ نے کار اسے کیوں دیدی؟"

Akram Allahabadi

"مجھے نہیں معلوم۔"

"تو پھر ضرورت آپ کا ہی دماغ خراب ہو گیا ہے۔" راہگیر نے فیصلہ کیا۔

بہر حال مگن لال نے اس واقع کی رپورٹ پولیس میں درج کرادی ہے۔ میں تین جیپ کاروں کے ساتھ نزہت کی کار کا پیچھا کر رہا تھا۔ ٹرنک روڈ پر ہم لوگ آبادی سے بہت دور نکل کر پہاڑی علاقو میں پہنچ گئے۔ ہم نے کار پر گولیاں چلائیں، لیکن ہمارا ہاتھ ہمیشہ بہک جاتا تھا۔ گولیاں کار پر نہیں لگتی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم بالکل پہاڑی علاقے میں سے گزر رہے تھے اور سڑک سے تین فٹ دائیں جانب سینکڑوں فٹ کی گہری کھائی سڑک کے متوازی کئی فرلانگ تک چلی گئی تھی۔ اچانک نزہت کی کار سڑک پر سے ہٹ کر کھائی کی طرف بڑھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کار قابو سے باہر ہو گئی ہے۔

نیچے اتر کر دیکھا تو نزہت اور شاہد کی لاشیں بڑی بری حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ نزہت کا آدھا دھڑ کار کے نیچے تھا۔ ایک ہاتھ جسم سے الگ ہو چکا تھا۔ شاہد کی بھی یہی حالت تھی۔ یہ منظر اتنا دردناک تھا کہ ہم سے دیکھا نہ گیا۔

اچانک پہاڑی نالے کی لہریں بڑھنے لگیں اور پانی کی سطح بلند ہونے لگی۔ دونوں لاشوں کے ٹکڑے ایک کے بعد ایک لہروں کے ساتھ ساتھ بہنے لگے۔ کار کے پرخچے پانی میں ڈوب گئے۔ اور شاہد اور نزہت کی لاشوں کے ٹکڑے دور تک پانی پر بہتے ہوئے نظر آتے رہے۔ یہاں تک کہ نالے کے پانی کے ساتھ ایک موڑ پر مڑ کر وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔

"غرور کا سر نیچے ہو کر ہی رہتا ہے۔" بالے نے کہا۔

"اگر وہ بچ کر نکل جاتی تو ہم لوگوں پر بڑی مصیبت آجاتی۔ اس جناتی دماغ کا مقابلہ کون کرتا؟" سرکار نے کہا۔

Akram Allahabadi

"سارا چیلنج دھرا رہ گیا۔" بالے بولا۔

"لیجیے، خان صاحب، ایک بڑی بلا آپ کے سر سے ٹل گئی۔" ایک پولیس آفیسر نے کہا۔

لیکن خان نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کو یہ خبر سن کر کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

☆☆☆ختم شد☆☆☆

Akram Allahabadi